منہاج المبین

مصنفہ

مجتہد العصر مولانا سید اسد الرحمٰن قدسی مدظلہ العالی

ناشر

رحمانی پبلیکیشنز

کمرہ نمبر 1010 کاوش کراؤن 10th فلور شاہراہِ فیصل، کراچی

جملہ حقوق بحق آستانہ قدسی محفوظ ہیں

قلندر زماں سید اسد الرحمٰن قدسی رحمۃ اللہ

کی کتابیں مقامی کتب فروشوں نہ ملیں تو ہم سے طلب فرمائیں

(خادم) آستانہ قدسی بھون (ضلع چکوال)

حسنین اسٹیشنری ڈاکخانہ بھون

تحصیل کلر کہار (ضلع چکوال)

mobl # 03455965678

ویب سائٹ

www.qalandar-e-zaman.com

فہرست

عنوانات

عرض ناشر

مقدمہ

عقائد وعبادات

اخلاق ومعاملات

ایمان واسلام

طہارت

طہارت

غسل

وضو

تیمّم

استحاضہ

پانی

نماز

اوقات

عنوانات

نیت

قیام

رکوع وسجود

قعدہ

رکعات

جمعہ

قصر

ادعیہ مقبولہ

تسبیحات

روزہ

رویت

سحری وافطار

تراویح

سجدہ تلاوت

اذان

فطرہ

نمازعید

زکواۃ

صدقات

خیرات

نفقہ

حج وعمرہ

احرام

تلبیہ

تکبیر

طواف

عرفات

حلال وحرام

آداب واخلاق

اعتکاف

معاش

نکاح

مہر

لے پالک

چار بیویاں

محرمات نکاح

نکاح کی تاکید

خطبہ ونکاح اعلان

ولیمہ

معاشرت

طلاق

خلع

ایلاء

ظہار

والدین

رشتہ دار

پڑوسی

مسلم برادری

معیشت ومعاشرت

لعان

کفران نعمت

سوگ

حقوق وفرائض

وصیت

وراثت

تعارف

بسمہ اللّٰہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمدللہ مولائے کریم نے توفیق بخشی کہ " مکتبہ قدسی" قائم ہوا۔ رب العزت کے دربار میں بصد نیاز سربسجود ہوں, دعا ہے کہ اصل مقصد اس مکتبہ کا انجام پاتا رہے۔ یعنی اسلامی کتابوں کی اشاعت سے دین کی خدمت ہوتی رہے۔

اللہ کا احسان عظیم ہے کہ میری طلب وجستجو کام آئی۔ ہمیشہ مجھے ایسے بزرگ کی تلاش رہی کہ جن کی بزرگی مسیحائی پر مبنی ہو, موجودہ دور کی دوکانداری نہ ہو, اپنے خاندان کے بزرگوں سے جو فیض ملا اسی بنا پر یہ جستجو بڑھتی رہی۔ آخرکار حضرت مولانا الحاج سید شاہ اسد الرحمٰن صاحب قدسی مدظلہ العالی سے شرف ملاقات اللہ نے عطا فرمایا۔ اور حضرت قدسی صاحب مدظلہ کی خصوصیات بزرگی کو اسی درجہ پر پایا کہ جن کو حقیقتاً نائب رسول کہا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت قدسی صاحب مدظلہ اسی حیثیت سے امت محمد الرسول ﷺ کی خدمت کرتے ہیں کہ جو نائب کے فرائض میں ہوتا ہے۔ ایسے بزرگ یگانۂ عصر ولی کامل باعمل کا اس زمانے میں رہبر مل جانا بڑی, اللہ کی نعمت ہے اور

مقام شکر پروردگار ہے۔

حضرت قدسی صاحب مدظلہ نے مجھ ناچیز کو کمال شفقت سے نوازا صرف ایک خط سے اندازہ ہو جاتا ہے:۔

قاضی صاحب۔ السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ کے حسب الطلب کتاب "منہاج المبین" کا مسودہ بذریعہ رجسٹری روانہ ہے۔ یہ اہم کتاب جو میں نے دو برس میں بڑی تحقیق کاوش کے بعد تالیف کی ہے۔ آپ کی عقیدت ومحبت کی پیش نظر بغیر کسی شرط کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ خیر طلب

اسدالرحمٰن ۳۰ جنوری ۱۹۶۵ء

اس کے بعد کل تصانیف جو سولہ عدد ہیں اور ہر کتاب اپنی جگہ مایہ ناز جس کے لئے عوام وخواص میں مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ دستیابی محال رہتی ہے۔ یہ کل کتابیں اپنا اپنا مقام جداگانہ رکھتے ہوئے بے مثال کہی جاسکتی ہیں۔ ذریعہ رجسٹری ان کے حقوق واشاعت وطباعت مستقلاً دائمی مجھ ناچیز کو بشکل دستاویز منتقل فرمادئے۔ تجوید۔ علم بیان۔ معارف طریقت۔ صراط مستقیم۔ اطمینان قلب۔ نغمات۔ رباعیات قدسی۔

نقوش ماضی ۔ کلام قدسی ۔ جہاں نما ۔ شرعتہ المتین ۔ منہاج المبین ۔ لطائف سبحانی ۔ آیات ربانی ۔ علم وعرفان ۔ انشاء اللہ اشاعت کا سلسلہ قائم رہے گا ۔ جو ہر خاص و عام کے لئے باعث رہبری صراط مستقیم ہوگا ۔ حضرت قدسی صاحب مدظلہ کی ذات گرامی کے لئے "حیات قدسی" کے نام سے پاکستان و ہندوستان میں کئی کتابیں شائع ہوئی ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حق کو پہچاننے والے ایسے ہی بزرگ ہوتے ہیں ۔ ان کے چند خطوط ہی سے اندازہ لگائیے ۔

میں نے خیریت مزاج دریافت کی جواب ملا ؛ "مرض بھی کفارہ ہے اور شفا بھی رحمت ہے" صبر و شکر کے ساتھ رضاء الٰہی کی طلب بہتر ہے ۔ ایک دوسرے خط میں کچھ مضامین "منہاج المبین" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ۔ "الحق مر حق بات اکثر تلخ ہوتی ہے" رہے اختلاف تو علماء و فضلاء کے نزدیک اختلاف امت رحمت ہے ۔ کچھ ضدی لکیر کے فقیر اپنے مفروضات و نظریات کے سوا ہر تحقیق کو قابل اعتراض قرار دے کر مخالفت کرتے ہیں ۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے نہایت تحقیق و صدیق کے بعد لکھا ہے ۔

حضرت قدسی صاحب مدظلہ کی ذات گرامی پر ایک کتاب انشاء اللہ لکھوں گا ۔

اس وقت تمام حضرات کے لئے یہ کافی سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے حضرت قدسی صاحب مدظلہ سے ملاقات ہونے پر ایک تاریخی قطعہ پیش کیا۔

قطعہ

کرد قدسی نزول چوں این جا	جستم از دل من ظہور سرور
گفت دل آستانہ قدسی	ہم بیا فزابرو تجلی طور

۱۳۴۹ہجری

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مولانا تھانوی جیسے عالم نے یہ قطعہ خود فرما کر نذرانہ عقیدت پیش کیا تو میرا شمار کہاں ہوسکتا ہے۔ ہاں جو حضرت صاحب مدظلہ سے ہدایات ملتی ہیں یا اپنے خصوصی شفقت سے نوازتے ہیں بس یہی میرے سکون کے لئے بہت ہے۔ ہر زمانے میں اللہ کے بندے اچھے رہے اور اب بھی ہیں مگر ہر ولی کامل کو پا جانا آسان کام نہیں ہے۔ سب سے پہلے اپنی اصلاح لازم آتی ہے کہ زانوئے ادب تہ کرنے کے قابل ہو جائے تو ملتے ہیں اور ضرور ملتے ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا قدسی صاحب مدظلہ کی ذات بابرکات فیوض و برکات کے لئے ایک چشمہ فیض ہے مگر شرط اول وہی ہے کہ اپنی اصلاح خود کرنا ہوگی۔ میں ایسے بزرگ عظیم کی شایان

شان کہاں سے الفاظ لاؤں جو حقیقی کیفیت کو سمجھا سکوں۔ اللہ کرے کہ ہر مسلمان کو صراط مستقیم کے لئے ایسے ولی کامل کی رہبری ملتی رہے۔

"منہاج المبین" پیش خدمت ہے انشاء اللہ اصلاح نفس کے لئے اس کا بار بار مطالعہ کافی ہوگا۔ اللہ پاک عمل کی توفیق دے۔

تکمیل واشاعت "منہاج المبین" میں جو غیر معمولی ہمدردیاں جناب عزیز محترم نظام الدین قریشی بی اے ایل ایل بی (علیگ) نے اپنی مصروفیات کے باوجود عملی طور پر شامل رکھیں وہ باعث تشکر ہیں۔ اللہ اپنی رحمتوں سے دونوں جہاں میں نوازے۔

اس سلسلے میں اگر میں برادر محترم جناب قاضی ارشاد حسین صاحب انصاری ایوبی بی اے (علیگ) کا تذکرہ نہ کروں تو حقیقت سے فراموشی ہوگی اس لئے کہ برادرم محترم مدظلہ نے غیر معمولی ہمدردیاں وابستہ رکھیں۔ اللہ پاک اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آخر میں تمام حضرات جنہوں نے اس نیک کام میں ہاتھ بٹایا ان کے لئے دعا گو ہوں۔

طالب دعا

قاضی حماد حسین انصاری ایوبی

۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وِالسَّلاَمُ عَلٰے سِیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰٓی
اٰلِہٖ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمِعَیْنَ ط

مقدمہ

اجزائے مذہب

عقائد۔عبادات۔اخلاق۔معاملات

عقائد	و	عبادات
۱۔ توحید (ذات وصفات)		۱۔ نماز (فرض۔واجب۔نفل)
۲۔ رسالت (ملائکہ وانبیاء)		۲۔ روزہ (فرض۔کفارہ۔نفل)
۳۔ کتاب (صحائف وسُنت)		۳۔ زکوٰۃ (صدقات وخیرات)
۴۔ آخرت (سزاوجزا)		۴۔ حج (تمتع وعمرہ)

اخلاق	**و**	**معاملات**
تدبیرمنزل		سیاست مدن
۱۔ خانگی وخاندانی امور		۱۔ ملکی وانتظامی امور
۲۔ معیشت ومعاشرت		۲۔ تعزیرات واحکامات
۳۔ تقویٰ		۳۔ جہاد

مروّجہ مذاہب:۔ مروّجہ مذاہبِ اسلامیہ اصولاً چار طبقوں میں منقسم ہیں:

۱۔ جو صرف قرآن مجید کو حجت قرار دے کر مرادی معنوں اور فلسفیانہ اور منطقیانہ تاویلوں پر حصر کرتے ہیں۔ یہ حضرات اہلِ قرآن اہل الذکر کہلاتے ہیں۔ ان کے چند فرقے ہیں۔

۲۔ جو صرف احادیث پر خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح حصر کرتے ہیں اور قرآن پر بھی برائے نام ایمان کا دعویٰ ہے۔ یہ حضرات اہلِ حدیث اور غیر مقلّد کہلاتے ہیں۔ ان کے بھی چند فرقے ہیں۔

۳۔ جو قرآن مجید کو مجمل مان کر محض قیاسات اور اجتہادی رایوں پر حصر کرتے ہیں۔

یہ حضرات اہلِ فقہ اور مقلد کہلاتے ہیں۔ ان کے بے شمار فرقے ہیں۔ ہر فرقے نے کسی امام یا مجتہد کی فقہ کو اپنے لئے مخصوص و مختص کر لیا ہے۔

۴۔ جو کتاب و سنت کے متّبع ہیں۔ یہ اصحاب اہل سُنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ ان میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہ قرآن مجید کو مفصّل و مکمل اور سُنن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی عملی تفسیر یقین کر کے احادیث نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ نمائی میں عہدِ رسالت پناہی سے آج تک ایک ہی فرقہ سے علی التواتر وابستہ ہیں۔

اقسام تواتر:۔ تواتر دو قسم ہے۔ قولی اور عملی۔

قول متواتر بھی دو قسم ہے۔ لفظی اور معنوی۔ لفظی تواتر کا دعویٰ صرف قرآن مجید کے حق میں کہا جا سکتا ہے۔ اور معنوی تواتر ان تمام احادیثِ نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہؓ کو حاصل ہے جن کی مطابقت و موافقت اور تائید و تصدیق کلام اللہ سے ہوتی ہے۔

عملی تواتر بھی دو قسم ہے۔ روایتی اور وراثتی روایتی عمل متواتر وہ ہے جو عہدِ رسالت پناہی سے ہم تک روایتاً علی الاتصال پہنچا ہو اور وراثتی عمل متواتر وہ ہے جو نسلاً بعد نسلاً نقل ہو۔ اگر تواتر توارث محض نسلی اور خاندانی ہو تو اس کو تواتر نقلی و رسمی کہیں

گے۔ اور اگر ساتھ ہی احادیث نبوی ﷺ اور آثارِ صحابہ کی سند بھی ہو تو اس کو قطعی اور اسنادی کہیں گے۔ یہی تواتر قدرِ مشترک ہے وہ عمل متواتر ہے جس کی پیروی کو اہلِ سُنت والجماعت اور اہلِ طریقت و معرفت کرتے ہیں۔

کتاب و سُنت :۔ اصل دین کتاب اللہ ہے اور واجبات و سُنن کتاب اللہ کی عملی تفصیل ہیں جو واجبات و سنن علی الاتصال و علی التواتر ہم تک پہنچے، خواہ قولی ہوں یا عملی بہرحال واجب التعمیل ہیں مگر واجبات و سنن کی صحت کا معیار صرف کتاب اللہ سے تصحیح کرنا ہی قرار دیا جا سکتا ہے راویوں کی ثقاہت و صداقت اسماء الرجال کی ورق گردانی سے اخذ کرنا موجبِ یقین و تسکین نہیں۔ ایک فرقہ کسی راوی کو ثقہ اور معتبر قرار دیتا ہے، دوسرا فرقہ اُسے ضعیف اور مشتبہ سمجھ کر اس کی روایت کو رد کر دیتا ہے۔ کتب صحاح کے جامعین نے اکثر ایک دوسرے کے راویوں کو ضعیف اور ان کی روایات کو نا قابلِ قبول کہا ہے۔ ایسی صورت میں صداقت کا معیار صرف یہی ہو سکتا ہے کہ احادیثِ نبوی ﷺ، آثارِ صحابہ اور عمل متواتر کو کتاب اللہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ جو قول یا عمل کتاب اللہ کے مخالف ہو اس کو وضعی یقین کر کے رد کر دیا جائے اور جس قول یا عمل کی کتاب اللہ سے مطابقت و موافقت ہوتی ہو، اس کو قبول کر لیا جائے۔ وہ

اقوال واعمال جو کتاب اللہ کے مخالف بھی نہ ہوں اور کتاب اللہ سے ان کی تائید بھی نہ ہوتی ہو۔ اگر ان کو اتّباعِ سُنّت کی نیّت سے اختیار کیا جائے تو افضل و بہتر ہے۔ اور اگر طبیعت قبول نہ کرے تو مشتبہ و مشکوک امور سے گریز مورد عتاب و عذاب نہیں۔ کتاب اللہ کے مطالب و معانی سمجھنے اور سنن نبوی ﷺ پر صحیح طور سے عمل کرنے کے لئے بعض احکام اور وقتی مسائل میں حالات کی مناسبت سے علماء امّت کے اجماعی قیاسات و اجتہادات کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ ایسے مواقع پر جس عالم کا اجتہاد بھی کتاب و سنّت کے زیادہ موافق اور حالات و مصالح سے زیادہ ہم آہنگ ہو، اسے اختیار کرلیا جائے۔

مذہبِ اسلام کی بنیاد کتاب وسُنّت پر ہے۔ مذہبِ اسلام دو بڑے شعبوں میں منقسم ہے۔ دین اور شریعت، اصل دین عقائد و عبادات ہیں۔ ان میں کتاب و سُنّت سے خفیف سا اختلاف اور سرِ مو انحراف موجب ذلالت اور باعثِ ہلاکت ہے۔ کیونکہ عقائد و عبادات خالص روحانی معاملہ ہے۔ طہارت باطن اور صفائے قلب صحیح عقائداور صحیح عبادات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

شریعت کی ذیل میں تدبیر منزل اور سیاست مدن ہیں، تشریعی امور دو قسم

ہیں۔ محکم اور غیر محکم۔ محکمات نصِّ قطعی کے ماتحت ہیں جن میں تغیّر وتبدل اور کمی بیشی مطلقاً ناجائز ہے غیر محکم امور میں بہ اقتضائے حالات، مقامی ماحول اور ملکی رسم ورواج کے مطابق حسبِ ضرورت مسلمان حاکمِ وقت علماء حقہ کے مشورہ سے ردّ و بدل کرسکتا ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ میں ملکی رسم ورواج، مقامی ماحول اور عوام کے حالات و عادات بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً عہدِ رسالت پناہی میں ملک عرب میں نمک، کھجور، گندم اور جَو وغیرہ اجناس کی خرید وفروخت پیمانہ (کیل) سے ہوتی تھی اور حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے بھی رواج کے مطابق مذکورہ چیزوں کو کیل سے خرید وفروخت کا حکم دیا تھا مگر آج یہ چیزیں تول سے وزن کرکے خرید وفروخت کی جاتی ہیں اور علماء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ یا اوائل اسلام میں موذّن اور پیش امام کو اذان اور نماز کی اجرت لینا اور اساتذہ کو تعلیم کا معاوضہ لینا حرام تھا۔ مگر حالات زمانہ کے پیشِ نظر آج یہ اجرت و معاوضہ جائز اور حلال ہے۔ اسی طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ تصویر بنانا یا تصویر کسی جاندار کی خواہ حیوان ہو یا انسان گھر میں آویزاں کرنا یا پاس رکھنا حرام ہے، مگر حالاتِ زمانہ کے اعتبار سے وہ رائج الوقت سکّہ جس پر تصویر ہو (نوٹ، روپیہ، اشرفی، پیسہ وغیرہ) جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا علماء نے جائز قرار دیا ہے۔

پس غیر محکم امور میں حاکم وقت علماء حقہ کے مشورہ سے ردو بدل کا مجاز ہے۔ اور عوام کو اس کی اطاعت لازم ہے۔ محکم اور غیر محکم امور میں امتیاز محقق علماء کرام ہی کر سکتے ہیں۔ کٹھ مُلا جن کو محکم اور غیر محکم امور کی تمیز نہیں محض جزوی اور فروعی مسائل میں اپنی جہالت اور لاعلمی کے سبب اختلاف کر کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی جاہلانہ اختلاف نے مختلف مذہبی فرقے پیدا کر دیئے اور مختلف مذہبی فرقوں کی درسی تعلیمات دینی نصاب میں مخلوط ہو جانے کے سبب موجودہ زمانہ کے اہل سُنت والجماعت کے بعض علمی مسائل اور عملی معاملات میں بھی چند غلط فہمیوں کی بناء پر جزوی اور فروعی اختلاف واقع ہو کر شکوک وشبہات کا باعث بن گیا ہے۔ اس لئے ایک ایسی کتاب کی عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی جس میں اہلِ سُنت والجماعت کا صحیح مسلک مطابق کتاب وسنت نمایاں ہو۔ یہ کام جماعت علماء اُمت کے کرنے کا تھا مگر قرعہ فال ایک اُمّی محض کے نام نکلا۔

توفیق الٰہی اور تائید ربّانی سے کتاب ''منہاج المبین'' تکمیل کو پہونچی۔ جو لوگ اس کتاب سے ہدایت حاصل کریں، مؤلف کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعِ الْهُدٰی وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ   اسد الرحمٰن قدسی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عقائدواعمال

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ○

ترجمہ:۔جولوگ ایمان لائے اورعملِ نیک کئےان کے لئےخوشحالی اوراچھا ٹھکانہ ہے(الرعد۱۳۔۲۹)

مذہب حق کی بنیاد عقائدصحیحہ اور اعمال صالحہ پر ہے۔عقائد و اعمال وہی موجبِ نجات ہیں جومطابق کتاب وسُنّت ہوں۔

عقائدمیں ہستی باری تعالیٰ جل جلالہ، ملائکہ،صحفِ سماوی، رسالت اورقیامت پرتصدیق بالقلب کےساتھ ایمان لانااورامورغیبیہ،تقدیرات من جانب اللہ پریقین رکھنا شامل ہے۔اعمال میں عبادات ومعاملات داخل ہیں۔فرض اورواجب عبادات کےعلاوہ ہرنیکی عبادت ہے۔معاملات کی ذیل میں معیشت ومعاشرت اورسیاست مدن ہیں۔

اہلِ سُنّت والجماعت کےعقائدصیحہ میں چندصدیوں سےکتاب وسُنّت کے خلاف ملاحدہ وزنادقہ کی عقلی موشگافیاں اور ذہنی تگ بندیاں اثر انداز ہوتی جارہی ہیں

جن سے بعض غلط فہمیوں کی بناء پر اعمال صالحہ میں بھی کچھ خلل واقع ہوتا جارہا ہے۔

ہستی باری تعالیٰ جل شانہ' پر اہلِ سُنّت والجماعت کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی ذات بے ہمتاؤ بے مثل ہے۔اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سب پر غالب ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، وہ مالک ومختار ہے، اس کا کوئی مشیر نہیں۔وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، سب کچھ اسکے علم میں ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، کل موجودات کو وہ وجود میں لایا اور سب مخلوقات کو اس نے پیدا کیا، اس کی مشیت وارادہ سے ہر چیز کا ظہور ہوا، جس طرح اس کی ذات بے مثل و بے ہمتا ہے اسی طرح اس کی وہ سب صفات جن کے ساتھ اس کا وصف کیا گیا ہے، بے مثل و بے ہمتا ہیں، وہ ہر نقص وزوال سے پاک اور بے عیب ہے۔

جب ملحدین وزندیقین کی مجالس میں یہ آیات کریمہ زیرِ بحث آئیں:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تم کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور ہم رگِ

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں اور ہم بہ

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ نسبت تمہارے اس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔

تو یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ اگر یہ معیت ذاتی نہ ہو محض علمی ہو، ایسی صورت میں نظر نہ آنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور معیتِ ذاتی کی صورت میں زمانی یا مکانی ہونا لازم

ہے۔پس تجسیم کا تخیل قائم کر کے سلیمان مفسّر خراسانی نے کہا۔اللہ مجسم ہے گوشت اور پوست سے مرکب ہے۔ ہشام بن سالم جوالقی نے کہا: اوپر کا جسم مجوف اور نیچے کا جسم ٹھوس ہے اس کے کالے کالے بال ہیں، حواس خمسہ رکھتا ہے، اس کے ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں، منہ ہے، ڈاڑھی نہیں۔ابن کرام سیستانی نے کہا اللہ خوبصورت انسان کے مشابہ ہے۔نعوذ باللہ۔(ماخوذ از معارف)

وہ نو مسلم جو مذاہب یہود، ہنود، مجوس، صابی اور نصاریٰ سے آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور اپنے موروثی و آبائی معتقدات ساتھ لائے تھے ابن کرام سیستانی کے اعتقاد سے متاثر ہوئے اور اس اعتقاد کو اسلامی سانچے میں اس طرح ڈھالا کہ حضرت آدمؑ کو اللہ کا ہم صورت قرار دیا اور یہ وضعی حدیث روایت کی:۔

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔(بخاری)

کتاب اللہ میں صاف اور صریح آیت کریمہ موجود ہے جس سے تجسیم کے فاسد عقیدہ کا ابطال ہوتا ہے:۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اُس جیسی کوئی چیز نہیں۔

قرآن مجید میں بعض الفاظ انسانی اعضاء پر دلالت کرنے والے اللہ سبحانہ و

تعالےٰ کے اوصاف میں کہے گئے ہیں:۔

وجہہ (ذات) عین (آنکھ) ید (ہاتھ) قبضہ (مٹّھی)

مذکورہ الفاظ کے معنی ہمارے عضوی افعال کے مطابق نہیں جس طرح اس کی ذات پاک ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہے اسی طرح ان الفاظ کی معنوی حقیقت بھی ہماری سمجھ سے بہت بلند ہے، محض مذکورہ الفاظ کے لغوی معنی کی بناء پر اپنے اعضاء سے تشبیہ دینا یا صفات الٰہی کو اپنی صفات کی مانند قیاس کرنا جہالت وذلالت ہے۔

بعض لوگ خود کو اہلِ سُنّت والجماعت کہتے اور سمجھتے ہیں درآں حالیکہ ان کے معتقدات ومعمولات کتاب وسُنّت کے خلاف ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقائد واعمال کے متعلق اُمّتِ مسلمہ کو جو ہدایت فرمائی اور جن اُمور کو واجب قرار دیا اسی پر عامل ہونا موجبِ نجات ہوسکتا ہے۔

کتاب اللہ میں ہستی باری تعالےٰ جل قدرہ کی ذات وصفات، ملائکہ، رسالت، کتب سماوی، قیامت، حشر ونشر، جنت ودوزخ اور امور غیبیہ تقدیرات من جانب اللہ، لوح وقلم، عرش وکرسی برزخ اور عالمِ ملکوت کے بارے میں جو کچھ ارشادات ہیں اور عبادات ومعاملات سے متعلق جو تعلیمات واحکام ہیں اور ان کی

نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجمالاً یا تفصیلاً جو کچھ اور جس حد تک تفسیر و تشریح کی ہے اس میں اپنی عقلی موشگافیوں سے ایک ذرّہ بھی اضافہ یا اپنی ذہنی کوتاہیوں سے شمہ بھی کمی محض گمراہی ہے۔

اسرائیلی روایات، مجوسی معتقدات اور صابی معمولات نے اسلامی تعلیمات میں مخلوط ہوکر ہستی باری تعالیٰ جل مجدہ کے بارے میں جب عقیدہ تجسیم کا مسئلہ پیدا کیا تو بعض لوگوں نے ذات پاک کو نوری الجسم قرار دے کر عرش پر بٹھا دیا، یہاں سے استواء علی العرش کی بحث شروع ہوگئی اور اہل مباحثہ تین ٹولیوں میں تقسیم ہو گئے:۔

اشاعرہ۔ حنابلہ۔ ماتریدیہ

حنابلہ نے کہا، اللہ سبحانہ تعالیٰ آسمان پر ہے اور تخت پر بیٹھا ہے۔

اشاعرہ نے کہا اللہ تبارک وتعالےٰ کسی مکان میں متمکن نہیں، عرش سے تختِ حکومت مراد ہے۔

ماتریدیہ نے کہا، اللہ عزاسمہٗ عرش پر مستوی ہے اور تعین جہت سے پاک ہے۔

مذکورہ اقوال کے ساتھ ذات وصفات کی بحث شروع ہوئی کہ صفات ذات

میں داخل ہیں یا الگ ہیں، اگر داخل ہیں تو جزئی ہیں یا کُلّی، اگر الگ ہیں تو قدیم ہیں یا حادث؟

حنابلہ نے کہا، صفات غیر ذات ہیں۔

اشاعرہ نے کہا، صفات عین ذات ہیں۔

ماتریدیہ نے کہا، صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر۔

ان مباحث سے بکثرت فضول مسائل پیدا ہو کر بحث و نزاع کی راہیں کشادہ ہو گئیں، اور عقائد میں تذبذب پیدا ہو گیا۔ محقق علمائے اہل سُنّت والجماعت نے ان مباحثوں کو تجاوز عن الحد قرار دیا ہے۔ ابن عبدالبر محدثؒ نے کہا:۔

اللہ عزوجل کی مثل کوئی شئے تو ہے نہیں پھر غور فکر یا قیاس سے وہ کیونکر دریافت ہو سکتا ہے ہم کو ذات باری تعالےٰ میں عقلی کاوش کی ممانعت کی گئی ہے۔ (جامع البیان)

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ اس سے بالا و برتر ہے کہ وہ عقل یا حواس سے دریافت ہو سکے یا اس میں صفات اس طرح موجود ہوں جس طرح عوارض جوہر میں ہو کر پائے جاتے

ہیں یا وہ اس طرح ہوں جن کو عام عقلیں ادراک کر سکیں یا متعارف الفاظ ان کو ادا کر سکیں، صفات الٰہی جن الفاظ کے ساتھ کتاب اللہ میں اشارۃً اور تشبیہاً بیان کی گئے ہیں ان کے نتائج اور لوازم اس شرط کے ساتھ سمجھے جائیں کہ ان سے حقیقی معنی مراد نہ ہوں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ ''تم پر کتاب نازل کی جس میں کچھ آئیتیں متشابہ ہیں جو ملتے جُلتے معانی کا احتمال رکھتی ہیں''۔ جن لوگوں کے دل میں کجی ہے وہ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تا کہ فتنہ پیدا کریں اور ان کی تاویل نکالیں حالانکہ اُن کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ ان کا تعلق اُس عالم سے ہے جہاں انسانی علم وحواس کی رسائی نہیں اور جو لوگ علم میں پختہ اور عقیدہ میں راسخ ہیں وہ متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے وہ کہتے ہیں ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔'' اور پھر فرمایا جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو ان سے احتراز کرو۔ (مسلم)

محکم وہ آیات ہیں جن کا مفہوم متعین کر دیا گیا ہے جس کے کوئی دوسرے معنی

نہیں ہو سکتے اگر سمجھنے میں اختلاف ہو تو ان کی تفصیل سے جو دوسری آیتوں میں کی گئی ہیں، ان کے اصلی مفہوم کی قطعی طور پر تعین ہو سکتی ہے جیسے توحید و رسالت، اوامر و نواہی، حلال و حرام کے احکام جو بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

متشابہہ وہ آیات ہیں جن میں تمثیلی بیانات ہیں اور وہ مطالب و حقائق ہیں جن کا ادراک علم و حواس سے نہیں ہو سکتا۔ جیسے اللہ عزوجل کی ذات و صفات، عرش و کرسی، لوح و قلم، ملائکہ، عالم برزخ، عالم آخرت، عذاب و ثواب، عالم ملکوت اور جنت و دوزخ وغیرہ۔ اگر کوئی کج فہمی سے ان حقائق کی کاوش کرے تو طرح طرح کے مسائل وشکوک میں پڑ سکتا ہے، جو لوگ راسخ العقیدہ ہیں وہ محکمات کو اصل سمجھتے ہیں کہ عمل و ہدایت کے لئے کافی ہیں اور جو لوگ مذبذب و فاسد العقیدہ ہیں وہ متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ایمان والوں کے یقین میں خلل ڈال دیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایسے فتنہ انگیز فاسد العقیدہ لوگوں سے احتراز کرنے کا حکم دیا ہے۔ حذیفہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب مسلمانوں کی ایک جمعیۃ اور ایک سبیل نہ رہے۔ اور وہ متعدد فرقوں میں بٹ کر مختلف راستوں پر چل پڑیں تو طالب حق کو چاہیئے ان خودساختہ مذہبوں اور بدعتی جماعتوں سے الگ ہو جائے اور

صرف کتاب سُنّت کی پیروی کرے۔ اگر ایسا کرنے میں اُسے مشکلات بھی پیش آئیں تو ہمّت واستقلال سے برداشت کرے (ترمذی، ابوداؤد)

جب تک خلافت راشدہ رہی سب مسلمان کتاب وسُنّت کے متبع رہے جب ملوکیت کا غلبہ ہوا اور اطراف عالم کے عجمی مشرّف بہ اسلام ہوئے تو مصالح ملکی اور اثرات خاندانی کی بناء پر اختلافات ونزاعات کا آغاز ہوا۔ ابتداء دوفرقے وجود میں آئے۔ روافض اور خوارج۔ پھر آگے چل کر ان کی بہت سی شاخیں ہوگئیں۔

چوتھی صدی ہجری تک روافض وخوارج کے فسادات تک معاملہ محدود رہا پانچویں صدی میں بعض جدید ذیلی فرقے نمودار ہوئے اور معتقدات ومعمولات میں تغیّر رونما ہوا۔ نظام الملک طوسی نے بغداد میں جامعہ نظامیہ قائم کیا اور درس نظامی کا سلسلہ جاری کرے کے کفر سازی کے فتنے کی بنیاد رکھ دی۔ سب سے پہلے ۴۷۵ھ میں جب نظام الملک طوسی نے شریف ابوقاسم کو مرسہ نظامیہ بغداد کا خطیب مقرر کیا تو اس نے برسر منبر علانیہ حنبلیوں کو کافر کہا۔ چھٹی صدی ہجری میں تو درس نظامی نے بڑی تعداد میں کفر کا فتویٰ دینے والے تفرقہ پرواز مُلاّ پیدا کر کے امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ جب سے دوفرقے نوزائیدہ ظہور

میں آئے ہیں مسلمانوں میں سخت انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ایک فرقہ وہابی کے نام سے مشہور ہے دوسرا فرقہ بدعتی کہلاتا ہے۔ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے اوراور فتاویٰ کفر صادر کرتے رہتے ہیں۔بعض مواقع پر سر پھٹول تک نوبت آتی ہے۔

دنیا میں مسلمانوں کے بے شمار فرقے ہیں۔ ہر فرقہ خود کو راہِ راست پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھتا ہے۔ جب حضرت حذیفہ کی روایت کردہ حدیث نبوی کی روشنی میں ان تمام فرقوں کے معتقدات و معمولات کو کتاب وسُنت کے معیار پر دیکھا جاتا ہے تو صراط مستقیم سے بُعد نظر آتا ہے۔

ہر فرقہ کے عقائد واعمال سے تعرض یا کسی فرقہ کے معتقدات و معمولات پر تنقید مد نظر نہیں کیونکہ ہزار سالہ نفاق و نزاع کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ درس نظامی اور نصاب تعلیم سے ان جزوی مسائل اور خود ساختہ فروعی امور کو جن پر اختلافات کی بنیاد قائم ہے خارج کر کے اصول دین کو مطابق کتاب وسُنّت اختیار نہ کیا جائے۔اس کتاب کی تالیف کا مقصد محض اہل سُنّت والجماعت کا صحیح مسلک ہی پیش کرنا ہے۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ایمان واسلام

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ (البقرہ)

ترجمہ:۔مومن وہ ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور یوم آخر پر اور ملائکہ پر، اور کتاب پر اور پیغمبروں پر۔

''اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روزِ جزا قیامت سے انکار کرے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔(النساء)

''جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے لئے خوشحالی اور اچھا ٹھکانہ ہے۔(الرعد)

''جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو دنیا میں پاکیزہ زندگی سے رکھیں گے اور آخرت میں اعمال نیک کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔(النحل)

حضرت عباسؓ بن عبد المطلب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمدؐ کو اپنا رسول مان لیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔(مسلم)

''جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس کا وہ دین مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ میں رہے گا۔ (آل عمران)

''اس شخص سے اچھا قول کس کا ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور خود کو مسلمان کہے۔ (حم آلسجدہ)

روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض یا۔ یا رسول اللہ ایسی ہدایت ارشاد فرمائیں جن کی تعمیل سے انسان مسلم حنیف اور مومن صالح بن سکے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :۔

وحدانیتِ باری تعالیٰ عز اسمہ پر صدق دلی سے ایمان لائے۔ ملائکہ، آسمانی کتابوں، پیغمبروں اور قیامت پر ایمان لائے، تقدیرات من جانب اللہ پر یقین رکھے اور اقرار کرے کہ اللہ جل جلالہٗ کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں، اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی وزیر۔ وہ ہر نقص وزوال سے پاک اور بے عیب ہے اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے نہ مشکل کشاء۔ محمد ﷺ بندے اور رسول برحق ہیں۔ سب جہان والوں کے لئے رحمت ہیں، بشیر ونذیر ہیں، آخری پیغمبر ہیں۔

پوری شرائط کے ساتھ نماز کی پابندی کرے, نفقہ و صدقات ادا کرے۔

رمضان کے روزے رکھے۔ اگر استطاعت ہو تو حج کا فریضہ پورا کرے۔ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، بھائیوں، بہنوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے سلوک کرے۔ بچوں اور خادموں پر شفقت رکھے، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کرے، بزرگوں کی عزت کرے، شراب ومنشیات، زنا، جوا، چوری، جھوٹ، بہتان سے بچے، اگر ہو سکے تو آخر شب کو جاگ اٹھے، تہجد کی بارہ رکعت اور وتر کی ایک رکعت کو لازم پکڑے، تلاوت کلام اللہ اور استغفار میں فجر تک مشغول رہے۔ حلال روزی کے لئے جائز وسائل اختیار کرے، حرام اور مکروہات سے پرہیز کرے۔ جو اس پر عمل کرے گا جنت کا حقدار ہوگا (کنز الاعمال)

مذہب اسلام کے دو بڑے شعبے ہیں۔ دین اور شریعت۔ دین کی ذیل میں عقائد وعبادات ہیں اور شریعت کی ذیل میں اخلاق ومعاملات ہیں یعنی تدبیر منزل اور سیاست مدن۔

عقائد میں ہستی باری تعالیٰ جل جلالہٗ، صحف سماوی، رسالت، قیامت اور حشر و نشر پر تصدیق بالقلب کے ساتھ ایمان لانا اور عبادت میں توحید ورسالت کے اقرار کے ساتھ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کتاب وسنت کے مطابق ادا کرنا ہے۔

عقائد و عبادات سے متعلق جملہ احکام و مسائل کتاب اللہ میں نہایت وضاحت اور تفصیل سے ہیں اور ان کی عملی تشریح سنت نبی کریم ﷺ سے علی التواتر صحت وسند سے ثابت ہے۔

تشریعی امور میں تدبیر منزل کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ کا خلق عظیم ہماری رہنمائی کرتا ہے اور سیاست مدن کے لئے حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے ہم کو ہدایت ملتی ہے۔

اہل سنت والجماعت جملہ مذہبی مسائل میں کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں۔اگر کوئی مسئلہ کتاب اللہ سے سمجھ میں نہیں آتا تو احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے معلوم کرتے ہیں۔اگر وضاحت نہ ہوسکی تو پھر اجماع علماء حقہ اور ائمہ ومجتہدین کے قیاس واجتہاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔اکثر اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے۔

صحیح العقیدہ مسلمان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اصل دین کتاب اللہ ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح وتنظیم کے احکام وہدایات ہیں اور سنن نبوی ﷺ میں عملی تعلیمات ہیں۔تعامل سنت صحیحہ حالات صحابہ کرام ہیں۔

احکام و ہدایات کی جو تعبیریں سنن نبوی ﷺ کی اتباع میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بالاتفاق و بالاجماع کی ہیں وہ سب امت مسلمہ کے لئے قطعی حجت ہیں کیونکہ اتفاق و اجماع صحابہ ایک مستند اور معتبر تعامل ہے۔

اگر کسی جزوی اور فروعی مسئلہ میں صحابہ کرام کا باہمی اختلاف پایا جائے تو ائمہ و مجتہدین نے اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں جس قول کو ترجیح دی ہو واجب التعمیل ہے اگرچہ ائمہ و مجتہدین کی محققانہ رائیں اور قیاسی اجتہادات امت کے لئے قطعی حجت نہیں، تاہم معاملہ فہمی میں رہنمائی ہوتی ہے۔

ہر شخص نہ تو عالم ہوسکتا ہے نہ محقق عوام کو ائمہ و مجتہدین کی تقلید کے سوا چارہ نہیں ، جامد تقلید سے بصارت اندھی ہوتی ہے سب ائمہ و مجتہدین حق پر ہیں ، ان کے قیاسات و اجتہادات راستی پر ہیں جو اپنی تحقیق کی بناؑ پر ہیں۔ اہل سنت والجماعت تشریعی مسائل و معاملات میں علماؑ حقہ کے جس قول سے طمانیت قلبی اور تسکین خاطر محسوس کرتے ہیں اسے اختیار کرتے ہیں۔

طہارت

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ؕ (البقرہ)

ترجمہ؛ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

طہارت:۔ ابن خزیمہؓ نے عویمؓ بن ساعدہ سے روایت کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ مسجد قبا میں تشریف لائے اور فرمایا لوگوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے طہارت کے باب میں تمہاری تعریف فرمائی ہے۔کیسی ہے تمہاری طہارت؟

حاضرین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے مگر ہمارے ہمسایہ چند یہودی رہتے ہیں وہ رفع حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے۔ہم نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا, ہاں یہی ہے طہارت, لازمی طور سے اس پرعمل کرو۔(موطا)

عبدالرحمٰنؓ بن عثمانؓ نے روایت کیا۔حضرت عمرؓ سے کہ بول و براز کی رفع حاجت کے بعد بدن کو پانی سے پاک کرنا چاہیے۔(موطا)

(پانی نہ ملے یا کوئی ایسا مرض ہو جس میں پانی کا استعمال تکلیف کا باعث ہو تو

مٹی کے ڈھیلوں سے یا کپڑے وغیرہ سے بدن کو صاف کرلیا جائے کہ تری نہ رہے)

باطنی پاکی توبہ سے حاصل ہوتی ہے اور ظاہری پاکی طہارت سے ظاہر و باطن کو پاک وصاف رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے جو خوشنودی باری تعالیٰ کا باعث ہے۔

غسل :۔ اے ایمان والو! مدہوشی کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ جب تک یہ نہ سمجھ سکو کہ کیا پڑھ رہے ہو۔ اور جس کو غسل کی حاجت ہو وہ بھی نماز کے قریب نہ جائے جب تک کہ غسل نہ کرلے (النساء)

مدہوشی خواہ کسی نشہ والی چیز سے ہو یا غلبہ نیند سے یا کسی اور سبب سے حواس درست نہ ہوں تو جب تک ہوش وحواس ٹھیک نہ ہوں نماز کے قریب نہ جاؤ یعنی اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ جو ارکان واذکار ادا کر رہے ہو ان کو سمجھ نہ سکو۔ اور ناپاکی میں بھی جب تک غسل نہ کرلو۔ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اگر سفر کی حالت میں غسل کی حاجت ہو اور غسل کا موقعہ نہ ہو یا پانی میسر نہ ہو یا کوئی مرض ہو جس میں غسل باعث زحمت ہو تو ان حالتوں میں تیمّم کر کے نماز پڑھیں۔

غسل واجب ہوتا ہے احتلام اور جماع سے۔ تین سبب سے غسل کا بدل تیمّم ہوگا۔ سفر میں اور غسل کا وقت اور موقع نہ ہو۔ مرض میں اگر پانی کا استعمال مضر ہو۔ اور

پانی نہ ملنے کی صورت میں ۔ جب سبب رفع ہوتو فوراً غسل واجب ہے۔)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ غسل اس طرح کرتے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر اپنی انگلیاں پانی میں تر کر کے بالوں میں خلال کرتے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر سر پر ڈالتے اس طرح تین بار کرتے پھر سارے جسم پر پانی بہاتے ۔ (بخاری)

(غسل کرتے وقت وضو سے قبل سارے بدن کو خوب مل کر صاف کرنا چاہیے۔)

وضو

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ	پس دھوڈالو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں
اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ	تک اور مسح کرو اپنے سر کے ساتھ اور دھوڈالو
وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ	اپنے پاؤں ٹخنوں تک

اَرْجُلِکُمْ کی ضمیر اَغْسِلُوْا کی طرف ہے اور اَرْجُلَکُمْ کی ضمیر اَمْسَحُوْا کی طرف ہے۔

اَغْسِلُوْا اَرْجُلَکُمْ اَمْسَحُوْا اَرْجُلِکُمْ (المائدہ)

اے ایمان والو! جب نماز پڑھو تو پہلے وضو کرلیا کرو اس طرح کہ منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھوڈالو اور سر کا مسح کرلو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوڈالو۔ اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال تکلیف کا باعث ہو یا تم مسافر ہو اور وضو کا موقع نہ ہو یا پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔ (المائدہ)

روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس طرح وضو کیا پہلے تین بار اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا پھر تین بار کلی کی پھر ناک صاف کر کے تین بار پانی ڈالا اور پھر تین بار منہ دھویا پھر تین بار سیدھا ہاتھ کہنی تک دھویا پھر الٹا ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا۔ پھر سر پر ایک بار

مسح کیا پھر تین بار سیدھے پاؤں کو دھویا پھر تین بار الٹ پاؤں کو دھویا اور پھر کہا میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا ہے جو شخص اس طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے اور نماز میں دل سے باتین نہ کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔
(بخاری و مسلم)

(نیند, اخراج ریاح, بول و براز, بوس و کنار, مذی کا نکلنا, خون اور پیپ کا کسی حصہ جسم سے بہنا ناقضات وضو ہیں)

تیمّم:۔عمرانؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنخضرت ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جو الگ بیٹھا ہوا تھا اور جماعت میں شامل نہ ہوا تھا۔ آنخضرت ﷺ نے فرمایا اے شخص کس چیز نے تجھ کو نماز پڑھنے سے روکا؟ اس نے عرض کیا۔ میں ناپاک تھا اور غسل کے لئے پانی نہ تھا۔ فرمایا تیرے لئے پاک مٹی سے تیمّم کرنا کافی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے صحابہؓ نے پاک مٹی سے تیمّم کیا۔ ایک سفر میں جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا اور اپنے چہروں کا مسح کیا۔ ایک بار پھر دوبارہ ہاتھ مٹی پر مارے اور پورے ہاتھوں کا

مسح کیا۔(ابوداؤد)

ابوسعید خذریؓ سے روایت ہے۔ دو شخص سفر کو روانہ ہوئے اور نماز کا وقت ہوگیا ان کے پاس پانی نہ تھا۔ دونوں نے پاک مٹی پر تیمّم کر کے نماز پڑھی۔ پھر وقت کے اندر ہی پانی مل گیا۔ ایک شخص نے وضو کر کے نماز لوٹا لی۔ دوسرے نے نہیں لوٹائی پھر دودنوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا جس نے نماز نہیں پھیری تھی اس سے فرمایا کہ تو نے سنت پر عمل کیا اور تیری نماز کافی ہوگئی جس نے لوٹائی تھی اس سے فرمایا تجھ کو دوگنا ثواب ملے گا۔(ابو,داؤد۔ دارمی۔نسائی)

مسائل:۔کوئی شخص بھول کر بغیر وضو کے نماز پڑھ لے تو جب یاد آئے وضو کر کے نماز لوٹائے یا غسل کی حاجت ہو اور بغیر غسل کے نماز پڑھ لے یاد آنے پر غسل کرے اور نماز ادا کرے۔

سلیمان بن یسارؓ سے روایت ہے۔حضرت عمرؓ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر اپنی زمین کی طرف گئے۔ جو حبرف میں تھی وہاں پہنچکر اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان دیکھا کہا میں احتلام میں مبتلا ہوگیا۔ پھر کپڑے کو دھویا اور غسل کر کے نماز لوٹائی (موطا)

روایت ہے ام سلیمؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہﷺ کیا عورت پر بھی غسل ہے۔ اگر وہ دیکھے خواب میں جیسا کہ مرد دیکھتا ہے۔ فرمایا ہاں اگر بدن میں تری کپڑے میں نشان دیکھے تو غسل واجب ہے۔ (موطا)

(جس طرح مرد کے لئے بحالت مرض میں یا سفر یا پانی کی عدم موجودگی میں تیمّم ہے اسی طرح عورت بھی مرض یا سفر میں یا پانی نہ ملنے پر تیمّم کرے۔)

استحاضہ:۔ روایت ہے بنت ابی حبیش نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ یارسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا چھوڑ دوں نماز کو۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا۔ یہ خون کسی رگ کا ہے حیض نہیں ہے۔ جب حیض مقررہ ایام آئیں جن کی عادت اس بیماری سے قبل تھی ان دنوں میں نماز کو چھوڑ دے۔ جب وہ مدت گزر جائے تو خون کو دھوکر نماز پڑھ۔ (موطا)

(حیض ونفاس کی ایام میں نماز معاف ہے اگر مقررہ ایام سے زائد خون آئے تو یہ بیماری ہے۔ مقررہ ایام گزرنے پر کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے)

عدی بن ثابتؓ سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے مستحاضہ کے حق میں فرمایا

کہ وہ حیض کے ان ایام میں جن کی اسے عادت ہو نماز کو چھوڑ دے پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے اور نماز پڑھے رمضان میں روزے بھی رکھے (ترمذی)

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ مستحاضہ پر ایک ہی غسل ہے پھر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرے۔ (موطا)

(حیض کی قدرتی مدت تین دن سے نو دن تک ہے۔ اگر اس سے زیادہ عرصہ خون آئے تو یہ بیماری ہے۔ دسویں دن کوئی شرعی عذر نہ ہو تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ اگر خون زیادہ عرصہ تک جاری رہے تو ہر ماہ ان ایام میں جن میں بحالت صحت حیض جاری ہوتا تھا۔ نماز چھوڑ دی جائے اور ایام مقرر پورے ہونے پر غسل کر کے نماز پڑھی جائے)

پانی: ۔ہم نے آسمان سے پانی برسایا جو پاک وصاف کرنے کی چیز ہے۔ (فرقان)

پانی کو قدرت نے پاک کرنے والی چیز بنایا ہے ہر صاف ستھرا پانی جس سے طبیعت کو نفرت و کراہیت نہ ہو قابل استعمال ہے۔

جابرؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابوسعید خذریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان چشموں اور تالابوں کی نسبت پوچھا گیا جن پر درندے اور چوپائے پانی پیتے ہیں۔

فرمایا, جو چیز جانوروں نے اپنے پیٹ میں بھر لی ہے وہ ان کی ہے اور ہمارے لئے وہ چیز ہے جو انھوں نے چھوڑ دی۔(ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی۔دارمی۔ابن ماجہ)

نماز

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء)

ترجمہ؛ بےشک ایمان والوں پر فرض موقت ہے۔

اوقات:۔ قائم کرو نماز سورج ڈھلنے سے رات اندھیرے تک اور صبح کی نماز۔
(بنی اسرائیل)

طلوع آفتاب کے بعد سے نصف النہار تک دنیاوی کاروبار کی مصروفیات کے لئے اور نصف النہار کے بعد سے تاریکی شب تک عبادات وتسبیحات اور کارہائے خیر کے لئے ہے۔ پھر پہلا پہر رات کا گزرنے پر نصف شب کے بعد تک خواب و استراحت کے لئے ہے۔ اور نصف شب کے بعد سے آخر سحر تک تسبیح۔ استغفار اور تلاوت کتاب اللہ کے لئے ہے۔

دن ڈھلنے سے رات تک اور رات ڈھلنے سے صبح تک نماز کے یہ اوقات ہیں۔

طرفی النہار ظہر کا وقت ہے۔ قبل الغروب عصر کا وقت ہے۔ زلفا من اللیل مغرب کا وقت ہے۔ آناء الالیل عشاء کا وقت ہے۔ تہجد سحر کا وقت ہے۔ اور قبل طلوع الشّمس فجر کا وقت ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضرت عمرؓ نے عمال حکومت کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز سب سے اہم اور بہت ضروری ہے جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کئے اور وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے نماز کو ضائع کیا تو وہ دوسری دینی خدمت بھی ضائع کرے گا۔ پس نماز وقت کی پابندی سے پڑھو۔ ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے آفتاب کے ڈھلنے سے جب کہ سایہ ایک ہاتھ سے زائد ہو۔ اور عصر کا وقت رہتا ہے جبتک آفتاب زرد نہ ہو۔ جب آفتاب غروب ہو جاء تو مغرب کا وقت ہے اور جب شفق غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت ہے۔ فجر کا وقت ہے جب تک تارے غائب نہ ہو۔ (موطا)

(اگلی امتوں پر تین وقت کی نماز فرض تھی۔ فجر۔ عصر۔ اور عشاء۔ ہر وقت کل نماز دو رکعت تھیں۔ قیام رکوع اور سجدہ تھا۔ سجدہ پر نماز ختم ہوتی تھی۔ اوائل اسلام میں بھی تین وقت فجر۔ عصر۔ اور عشاء کی نماز فرض ہوئی تھی اور دو رکعت ہی تھی۔ معراج میں ظہر اور مغرب کی نماز فرض ہوئی۔ ظہر۔ عصر اور عشاء میں دو دو رکعت کا اور مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ ہوا۔ اختتام نماز کے لئے قعدہ اور سلام ارکان نماز میں شامل ہوئے۔

ظہر اور مغرب کی نماز کے لئے خصوصیت سے اس آیتہً کریمہ میں حکم ہے

أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ (ہود) قائم کرہ نماز دن کی دوسری جانب اور رات کے قریب۔

جب ظہر اور مغرب کی نماز فرض ہوگئی تو پانچوں وقت کی نماز کا مجموعی حکم اس آیتہً کریمہ میں ہے۔

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ ۝

نماز پڑھو اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے (فجر و عصر) اور اول رات میں (عشاء) پھر ان تین مذکورہ اوقات کے علاوہ دن کی دونوں جانب بھی (ظہر و مغرب) پڑھو۔ (طہ)

طرف کے معنی ہیں حصہ یا دوسری جانب۔ دن کی دوسری جانب نصف النہار سے شروع ہوتی ہے۔ دلوک الشمس اور طرفی النہار کا ایک ہی مفہوم ہے, اطراف النہار سے دن ڈھلنے اور دن ختم ہو جانے کے بعد کا وقت مراد ہے یعنی ظہر اور مغرب۔

سحر آخری رات ہے اور عصر آخر دن ہے۔ رات اور دن کا درمیانی حصہ فجر

ہے جو سحر کے بعد ہے اور فجر کے بعد دن شروع ہوتا ہے دن اور رات کا درمیانی حصہ مغرب ہے جو عصر کے بعد ہے اور مغرب کے بعد رات شروع ہوتی ہے۔ انا اللیل سے شروع رات مراد ہے اور زلفاً من اللیل سے مراد ہے رات سے پہلے کا متصل قریبی وقت ازلف کے معنی قریب یا متصل کے ہیں۔

اذان:۔ مروی ہے کہ جب مسجد نبوی ﷺ بن گئی تو لوگوں کو اوقات مقررہ پر جماعت میں شامل ہونے کے لئے بلانے کی مختلف تجاویز بحضور نبی کریم ﷺ پیش کی گئیں جو پسند خاطر نہ ہوئیں اور معاملہ زیر غور رہا۔ اسی ثناء میں ایک روز عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں اذان سنی۔ دربار رسالت میں حاضر ہو کر خواب عرض کیا۔ آنحضرت ﷺ خوش ہوئے۔ اذان کا حکم دیا، اور اذان کہی جانے لگی۔ کفار و منافقین نے جب اذان سنی تو آپس میں مضحکہ اڑانے لگے۔ جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو لوگ اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ (المائدہ)

اذان کی مشروعیت کا ثبوت سورۂ جمعہ کے اس حکم سے ملتا ہے۔

اے ایمان والو! جب اذان کہی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو سب کاروبار چھوڑ کر خطبہ سننے اور نماز پڑھنے چل کھڑے ہوا کرو۔ (جمعہ)

ابن خزیمہؓ نے روایت کیا عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اذان کے جملے دو دو بار کہے جائیں۔ آخر کا جملہ ایک بار کہا جائے۔ (نسائی)

(تکبیر اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ بھی دو بار کہیں۔)

ابو محذورہؓ سے روایت ہے حنین کے روز میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے فجر کی اذان کہی جب میں حیی علی الفلاح کہہ چکا تو فرمایا الصلوٰۃ خیر من النوم بڑھا دے۔ (ابن ماجہ)

(اذان صرف مسجدوں کے لئے ہے اور تکبیر اقامت جہاں بھی چند مسلمان جماعت سے نماز پڑھیں ضروری ہے اگر تنہا مسلمان بھی تکبیر اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو غیر مری مخلوق میں سے جو ہر وقت گردش میں ہیں کوئی شامل ہو جاتا ہے اور جماعت کا ثواب ملتا ہے۔)

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ جو شخص تنہا تکبیر اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے اس کو جماعت کا ثواب ملتا ہے۔ (نسائی۔ بیہقی)

نیت:۔ جو ارادہ کرتا ہے ثواب دنیا کا اسے اس کی نیت کا ثمرہ ملتا ہے اور جو ارادہ

کرتا ہے ثواب آخرت کا اسے اس کی نیت کا پھل ملے گا۔(آل عمران)

نماز رجوع الی اللہ اور خوشنودی باری تعالیٰ کی نیت سے پڑھنی چاہیے جیسا کہ حکم ہے۔میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔(طہ)

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو پڑھتے: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ (مسلم)(الانعام ٦۔٩٧)

نماز کے لئے قبلہ رخ ہونا چاہیے۔سمت قبلہ ایک مفروضہ الٰہی ہے جیسا کہ حکم ہے۔

اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف کرو۔(البقرہ)

(ہر مقام کا عرض بلد مختلف ہوتا ہے,گلگت سے کراچی تک یا لداخ سے راس کماری تک ہر مقام پر سمت قبلہ جانب مغرب قرار دینا صحیح نہیں۔)

عام طور پر مساجد کی تعمیر کے وقت قطب نما سے کام لیا جاتا ہے۔یا رات کو قطب تارا داہنی طرف رکھ کر قبلہ کا رخ مقرر کیا جاتا ہے۔اگر طول بلد اور عرض بلد کا نقشہ سامنے رکھ کر مرکز کعبہ سے اپنے مقام تک خط کھینچا جائے تو ہر جگہ زاویہ قائمہ نہ بن سکے گا۔

نماز کے لئے جب قبلہ رخ کھڑے ہوتے ہیں تو پہلے آیت نیت **انی وجھت** الایۃ(الانعام۶۔۷۹) پڑھتے ہیں اس کے بعد دعاء صدق پڑھتے ہیں جیسا کہ حکم ہے۔

قائم کرو نماز اور پڑھو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل)۱۷۔۸۰)

قیام:۔آیت نیت اور دعاء صدق پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں۔سورہ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورہ معہ تسمیہ پڑھتے ہیں۔

اپنی نماز نہ تو بہت چیخ کر پڑھو اور نہ بالکل ناک میں من من کرو بلکہ درمیانی آواز میں حرف وتلفظ صاف اور صحیح ادا کرو اور الحمدللہ پڑھا کرو۔اللہ پاک ایسا جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کی تکبیر کہا کرو جیسا کہ تکبیر کہنے کا حق ہے۔(بنی اسرائیل)

ہر رکعت میں معہ تسبیح الحمد پڑھی جائے اور ہر رکن کی حرکت میں تکبیر کہی جائے اور الحمد کے بعد قرآن مجید کی کوئی سورۃ پڑھی جائے۔

ہم نے تم کو سات آیتوں والی سورۃ عطا کی جو نماز میں دہرائی جاتی ہے اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔(حجر)

ابو قتادہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھتے تھے اور آخری رکعتوں میں صرف الحمد پڑھتے تھے۔ اسی طرح عصر, مغرب اور عشاء کی نمازیں۔(بخاری و مسلم)

ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز میں سورہ فاتحہ سے شروع کرتے تھے اور فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھتے تھے جہری نماز میں تکبیر کے بعد سکوت فرماتے تھے اور بسم اللہ بالسر پڑھ کر پھر کسی سورہ کی قرأت فرماتے تھے۔(ترمذی)

(نماز میں فاتحہ وتسمیہ سے قبل تکبیر تحریمہ کے بعد کچھ پڑھنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تکبیر ہو نماز کی تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ آہستہ چلو اور آسانی سے جتنی تم کو نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی نماز کا قصد کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ (موطا)

نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اذان دی نماز کی رات کو جس میں سردی اور ہوا بہت تھی پھر کہا کہ نماز پڑھ لو اپنے اپنے ڈیروں میں پھر کہا ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تھے, مؤذن کو جب رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا تو پکارے کہ نماز پڑھ لو اپنے اپنے ڈیروں میں۔ (موطا)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز پڑھائے تم میں سے کوئی شخص تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔ (موطا)

حضرت حسنؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں کی اندر کریں گے پس اس وقت تم ان لوگوں میں نہ بیٹھنا۔ اللہ کو ایسے لوگ ناپسند ہیں۔ (بیہقی)

بنی اسرائیل کی روایات جو اسرائیلیات کے نام سے موسوم ہیں نو مسلم اپنے ساتھ لائے۔ یہ روایات نہ صرف بعید از عقل و قیاس قصص و حکایات تک محدود ہیں بلکہ اہم دینی مسائل اور احکام قرآنی کے مطالب و معنی میں خلل ڈالنے والی ہیں۔ قرآن مجید کی بیشتر تفسیریں اسرائیلیات سے بھری پڑی ہیں۔ بے شمار

حدیثیں اسرائیلی روایات کا مجموعہ ہیں۔ان روایتوں نے تفسیر وحدیث ہی میں تحریف نہیں کی۔ جملہ عقائدواعمال اور عبادات ومعاملات کی اصلی شکل بدل ڈالی ہے۔

عہد خلاف میں تو اسرائیلیات کو فروغ نہ ہوسکا مگر ملوکیت میں اسرائیلی روایات نے بہت زور پکڑا۔ جب اکابرین اہل سنت والجماعت نے روایات سے گریز کیا تو فدائیان اسرائیلیات نے اسرائیلی روایات کے جواز کی ایک حدیث وضع کر کے مشہور کردی:۔۔۔عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔فرمایارسول اللہ ﷺ نے کہ پہنچاؤ میری طرف سے اگرایک ہی آیت ہواور بنی اسرائیل سے جوروایات پہنچیں انھیں بھی پہنچاؤ لوگوں تک اس میں کوئی گناہ نہیں ہے البتہ جوشخص قصداً جھوٹی روایت مجھ سے منسوب کرے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں دیکھے۔(بخاری)اس وضعی حدیث نے اکثر کی زبان بند کردی اور عوام میں اختلاف وافتراق پھیل گیا۔

انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نماز میں فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔(مسلم)

(نماز تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل کوئی خودساختہ دعا یا کوئی آیۃً پڑھنا سنت شریفہ کے خلاف ہے۔ یہ طریقہ رخنہ فی الدین کی نیت سے منافقین اسلام نے

رائج کر کے صحیح ثابت کرنے کے لئے حدیثیں بھی وضع کر ڈالیں)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئی سینہ پر ہاتھ باندھتے بعد قرأت رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے۔ **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے۔ جب پوری طرح کھڑے ہو جاتے تو **ربنا لک الحمد** کہتے پھر سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر اسی طرح ساری نماز میں کرتے یہاں تک کہ نماز پوری کر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

(حرکات نماز میں تکبیر کیساتھ بار بار رفع یدین کرنا سنت صیحہ سے ثابت نہیں۔)

علقمہ سے روایت ہے ابن مسعودؓ نے ہم سے کہا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی سی نماز پڑھاؤں چناچہ انھوں نے نماز پڑھائی اور صرف ایک بار ہاتھ اٹھائے تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور بار بار رفع یدین نہیں کیا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

(نماز میں بار بار رفع یدین کرنا جماعت میں ایک دوسرے سے پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہونا مکروہات نماز میں سے ہے اور نماز میں بحالت قیام زیر ناف

ہاتھ باندھنا یا ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھنا آداب نماز کے خلاف ہے۔)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز کو شروع کرتے تکبیر سے اور شروع کرتے قرآت کو فاتحہ سے جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ پست بلکہ درمیانی حالت میں رکھتے اور بیٹھنے کی حالت میں اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھتے اور منع فرماتے دونوں پاؤں پر بیٹھنے سے اور دونوں ہاتھوں کو سجدہ میں اس طرح زمین پر پھیلانے سے بھی منع فرماتے جس طرح درندے بچھا لیتے ہیں اور سلام پر نماز کو ختم فرماتے۔(مسلم)

(فجر, مغرب, عشاء مں پہلی دو رکعتوں میں قرآت بالجہر پڑھتے ہیں اگر جماعت ہو تو خاموشی سے امام کی قرآت سنتے ہیں۔ باقی رکعتوں میں صرف فاتحہ معہ تسمیہ پڑھتے ہیں۔ غیر جہری نماز میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھتے ہیں۔ آخری رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے ہیں خواہ تنہا ہوں یا جماعت میں)

امت مسلمہ کو خیر الامم کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے اس امتیاز کو نمایاں ہونے کے لئے رکعات میں اضافہ ہوا اور اضافہ شدہ رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم اس بناء پر ہے کہ امتیاز کا فرق قائم رہے۔

ظہر اور عصر ہنگامہ آرائی کے اوقات ہیں اس لئے ان اوقات میں نمازی قرأت بالسر ہوتی ہے اور فجر و مغرب بڑے سہانے اوقات ہیں اور عشاء بہت پرسکون وقت ہے اس لئے ان وقتوں کی نماز میں قرأت بالجہر ہوتی ہے۔

طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک دنیاوی کاربار کے لئے ہے اور زوال آفتاب کے بعد سے فجر تک کارہائے خیر یعنی دینی امور کے لئے اوقات ہیں۔

پنجوقتہ فرض اوقات اور تہجد کتاب اللہ سے ثابت ہیں۔ اشراق چاشت وغیرہ فرقۂ صابین ے منقول ہیں۔ اور سوائے فرض و سنت موکدہ کی رکعات اور نوافل تہجد اور دوگانہ عیدین و نماز جمعہ کے، طرح طرح کی نمازیں سب اختراعی ہیں جو وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِر" عَلِیْم" (البقرۃ ۲۔۱۵۸) کے ماتحت مستحب اور باعث اجر ہیں۔

(ظہور اسلام کے وقت عرب میں یہود و نصاریٰ کی طرح ایک فرقہ صابین کا بھی تھا جو دو رکعت نماز صبح و شام پڑھتے تھے۔ ان کی نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ تھا۔ ہر رکعت کے شروع میں اور رکوع کے بعد سجدہ سے قبل رفع یدین کرتے تھے ان میں بعض قطب تارہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور بعض طلوع و غروب یعنی صبح

مشرق کی جانب اور شام کو مغرب کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔)

عہد رسالت پناہی سے زمانہ خلافت تک سب مسلمان متبع سنت تھے۔ملوکیت کا آغاز ہوتے ہی نومسلم یہودیوں،نصرانیوں اور صابیوں نے اپنے اپنے موروثی اور آبائی طور وطریق کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا۔

مقصد برادی کے لئے منافقین اسلام نے محض رخنہ فی الدین کی نیت سے بے شمار حدیثیں وضع کیں۔ابن ابی العوجاء زندیق نے چار ہزار حدیث ایسی وضع کیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال ثابت کیا ہے۔ابن عکاشہ اور شمیم فارابی نے دس ہزار سے زیادہ جھوٹی حدیثیں وضع کیں۔وہب بن قاضی۔ابوداؤد نخفی۔غیاث بن ابراہیم۔نخفی۔مغیرہ بن سعید کوفی۔اسحاق بن نجیح اور واقدی وغیرہ بہت بڑے وضاع تھے۔

رکوع وسجود:۔اے ایمان والو! رکوع وسجود اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو۔ (مومنون)

(قیام اور قعدہ کی درمیانی شکلیں رکوع سجود ہیں اور رکوع کی درمیانی قیام کو قومہ اور دو سجدوں کے درمیانی وقفہ کو جلسہ کہتے ہیں۔قیام وقعود اور رکوع وسجود کی غایت رجوع الی اللہ اور ذکر اللہ ہے۔قیام میں حمد وتلاوت ہے۔رکوع وسجود میں تسبیح واستغفار

ہے اور قعود میں تو بہ یہی چیزیں اجزائے نماز ہیں۔)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز میں رکوع کرو **سبحان اللہ ربی العظیم** تین بار پڑھو۔ رکوع پورا ہوا اور جب سجدہ کرو تو **سبحان ربی الاعلیٰ** تین بار پڑھو سجدہ پورا ہوا، تین تین بار کہنا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

براء بن عازبؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیوں کو اونچا رکھو۔ (مسلم)

ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز میں دو سجدوں کے درمیان **رب اغفر وارحم** پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

(قومہ میں **ربنا لک الحمد** کے بعد دعاء انابت پڑھتے ہیں۔)

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (الممتحنة ٦٠۔٤) اور جلسہ میں دعاء مغفرت و مرحمت پڑھتے ہیں۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (المؤمنون ٢٣.١١٨) (ایک ایک بار)

عطار بن یسارؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز میں کوئی

بھول چوک ہو جائے تو آخری قعدہ میں سلام سے قبل دو سجدے کر لو۔ (موطا)

قعدہ:۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر نماز کے آخر میں

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ O وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ O

پڑھا کرو۔ (مسند امام احمد) (الاحقاف ۴۶۔۱۵)

فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم نماز پڑھو آخر نماز میں بیٹھو اور اللہ کی ایسی تعریف کرو جو اس کی عظمت کے مناسب ہو پھر مجھ پر درود شریف پڑھو اور مانگو اللہ سے جو چاہو۔ (ترمذی۔ابوداؤد)

رکعات:۔ عبداللہ بن شفیقؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نمازوں کی تعداد رکعت کے بارے میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا۔انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ظہر کے چار فرض مسجد میں پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور دو رکعت نفل پڑھتے پھر عشاء کے چار فرض پڑھا کر گھر میں آتے اور دو رکعت نفل پڑھتے۔آخر شب میں تہجد کی اکثر ۱۲ رکعت اور کبھی ۸ رکعت نفل گھر میں پڑھتے,اس کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے اور جب صبح ہوتی تو دو رکعت نفل پڑھ کر مسجد میں تشریف لے جا کر

دوفرض پڑھاتے اور عصر سے قبل گھر میں دو رکعت نفل پڑھ کر مسجد میں عصر کے چار فرض پڑھاتے۔(ابوداؤد۔مسلم)

روزانہ چالیس رکعات ثابت ہیں۔فرض۔۱۷۔واجب ۱۔نفل ۲۲۔ان میں دس نفل موکدہ ہیں جو ہر فرض نماز کیساتھ بہ نیت سنت پڑھے جاتے ہیں۔بارہ نفل غیر موکدہ ہیں جو تہجد میں پڑھے جاتے ہیں۔جس کو توفیق ہو پڑھے۔ایک رکعت واجب ہے یہ بعد نوافل تہجد کے یا بعد عشاء پڑھی جاتی ہے۔یہ ایک ہی رکعت ہے جس کی قضا لازم آتی ہے۔

وتر کی ایک رکعت واجب ہے۔اس کے وجوب اور خصوصیت کی یہ وجہ ہے کہ اس کے قومہ میں دعاء قنوت پڑھی جاتی ہے۔قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرۃ ۲۔۲۳۸)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے رکوع کے بعد قومہ میں دعاء قنوت پڑھی۔(ابن ماجہ)

(وتر کی ایک رکعت واجب میں بعد فاتحہ سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کی دو آیتیں پڑھتے ہیں اور بعد رکوع قومہ میں تیسری آیت جس میں دعاء قنوت ہے پڑھتے ہیں۔)(البقرۃ ۲۸۴ تا ۲۸۶)

جمعہ:۔حفاظت کرو پنجوقتہ نمازوں کی اور درمیانی نماز کی۔(البقرہ ۲۔۲۳۸)

(صلوٰۃ الوسطےٰ یعنی درمیانی نماز جمعہ کی نماز ہے۔)

کوئی بھی دینی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس میں محدثین کا اختلاف نہ پایا جاتا ہو۔ غضب تو یہ ہے کہ ہر محدث بطور استدلال اپنی تائید میں ایک حدیث پیش کرتا ہے جس کا سلسلہ سند کسی جلیل القدر صحابیؓ سے ملایا جاتا ہے۔ اکثر کے نزدیک صلواۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ سند میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔

ابن سعودؓ اور عمرہؓ بن جندبؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔(ترمذی)

بعض کے نزدیک ظہر کی نماز صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔

زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہؓ نے کہا صلوٰۃ وسطیٰ ظہر کی نماز ہے۔(ترمذی)

بعض کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ فجر کی نماز ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ نے کہا صلوٰۃ وسطیٰ فجر کی نماز ہے۔(ترمذی)

ایک مولوی صاحب نے وعظ میں فرمایا کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز تہجد مراد ہے کیونکہ اس میں وتر واجب شامل ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ

جل جلالہٗ نے فرض نمازوں کے علاوہ ایک مزید نماز جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے مسلمانوں کو عطا کی ہے۔

قرآن مجید میں ہے: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ ۲۔ ۲۳۸)

صاف ظاہر ہے صلٰوۃ وسطیٰ (پنجگانہ) سے جداگانہ صلٰوۃ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حادثہ خندق میں کافروں نے ہم کو صلٰوۃ الوسطیٰ سے باز رکھا۔ (بخاری و مسلم) عزوات میں ہے کہ جمعہ کا دن تھا۔

جابرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کی دن نماز جمعہ واجب ہے مگر مریض, مسافر, عورت, قیدی اور غلام مستثنیٰ ہیں ان پر نماز جمعہ فرض نہیں۔ (دار قطنی)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص تم میں سے جمعہ کی نماز پڑھے اس کو چاہیے کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت (ظہر کے فرض) پڑھے۔ (مسلم)

صلٰوۃ وسطیٰ یعنی جمعہ کی نماز دو رکعت واجب ہے نماز جمعہ سے ظہر کے چار فرض ساقط نہیں ہوتے ظہر کی نماز دو رکعت واجب ہے نماز جمعہ سے ظہر کے چار فرض ساقط

نہیں ہوتے ظہر کی نماز روزمرہ کی پنجوقتہ نمازوں میں اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ جیسا کہ حکم ہے۔

حفاظت کرو روزمرہ کی پنجوقتہ نمازوں کی اور درمیانی نماز کی (البقرہ ۲۔ ۲۳۸)

درمیانی نماز یعنی صلوٰۃ وسطیٰ کو خصوصیت سے جداگانہ فرمایا گیا۔ نماز جمعہ کے وجوب اور خصوصیت کی یہ وجہ ہے کہ اس کے ساتھ خطبہ بھی شامل ہے جس میں مواعظ حسنہ کے علاوہ حالات حاضرہ کی روشنی میں ضروری ہدایات ہوتی ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے بغیر کسی معقول وجہ محض لہولعب یا شغل تجارت و کاروبار دنیاوی کے سبب جمعہ کی نماز کو ترک کیا اس کا نام منافقین کی فہرست میں لکھا جاتا ہے جس کی تحریر نہ مٹائی جاسکتی ہے نہ بدلی جاسکتی ہے۔ (سنن امام شافعی)

قصر: ۔ صرف بحالت جہاد نماز قصر کر کے اس طرح پڑھنے کا حکم ہے کہ ایک جماعت مسلح حالت میں امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کرے دوسری جماعت حفاظت کے لئے مسلح کھڑی رہے جب پہلی جماعت ایک رکعت ادا کر لے تو دوسری رکعت کے قیام کے وقت دوسری جماعت نماز میں شامل ہو کر ایک رکعت ادا کرے اور پہلی

جماعت حفاظت کو کھڑی ہو۔ امام دو رکعت پڑھے اور مقتدی ایک ایک پڑھیں۔ یہ طریقہ تو میدان جنگ میں جماعت کے لئے ہے اور تنہا شخص سفر, جہاد یا سفر حج میں جبکہ نماز پڑھنے میں جان و مال کے لئے خوف محسوس ہو خواہ سوار ہو یا پیادہ اوقات نماز میں ذکر الٰہی پر اکتفا کرے اور خوف رفع ہونے پر نماز ادا کرے۔ کسی ایسے سفر میں کہ جس میں کسی خاص سبب سے نماز پڑھنا دشوار ہو بحالت مجبوری نماز کو قصر کر سکتے ہیں خواہ تنہا ہوں یا قافلہ کی ساتھ اور عامیانہ سفر میں خواہ قریبی ہو یا طولانی نماز کو قصر کرنا درست نہیں۔

ابن عمرؓ سے روای ہے, حضرت عثمانؓ سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

زہریؒ نے عروہؓ سے کہا کہ حضرت عائشہؓ سفر میں بھی پوری نماز پڑھتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

عام سفر میں جب کہ کسی طرح کا خوف و خطر نہ ہو نماز کو قصر کر کے پڑھنا جائز نہیں جس طرح اذکار نماز میں وضعی چیزیں فاتحہ سے قبل دعا و ثناء کا پڑھنا اور قعدہ میں مختلف تحیات و تشہد وتر میں قنوت کی مختلف دعائیں اور بہت مسائل وضع ہو کر اضافہ علی

الدین ہوئے اسی طرح عامیانہ سفر میں صلواۃ القصر کا جواز بھی ہے۔

مالک بن ابی عامر اصبحی نے کہا میں نہیں دیکھتا کسی چیز کو اس طریقہ پر جس پر میں نے صحابہؓ کو عمل کرتے دیکھا۔ (موطا)

جب ایک صدی کے اندر ہی تابعین کے زمانہ میں بدعات وموضوعات نے فروغ پایا جو چودہ صدیوں میں کیا کچھ ردو بدل نہ ہوا ہوگا۔

خلفائے راشدین اور تابعین تک کتاب وسنت پر عمل رہا۔ جب اموی حکومت برسر اقتدار ہو کر خلافت کی جگہ ملوکیت قائم ہوئی تو اختلافات شروع ہوئے ایک طرف اہل سنت تھے, دوسری طرف خوارج اور روافض تھے۔ گھر گھر ایک دوسرے کے رد میں حدیثیں بیان ہونے لگیں اور ہر بات باسناد قوی آنحضرت ﷺ سے منسوب کر کے تاویلات رکیکہ اور قیاسات باطلہ سے نہ صرف جزوی اور فروعی امور میں بلکہ اہم احکام دینی میں تحریف کی جانے لگی۔ نئے نئے مسائل زیر بحث آئے۔ طہارت کے لئے پانی کی اقسام مقرر ہوئیں۔ غسل۔ وضو۔ تیمّم کے طریقے وضع ہوئے۔ نمازیں جداگانہ طریقوں پر پڑھی جانے لگیں۔ قیام میں دعا وثناء, قرأت فاتحہ حلف الامام اور رفع یدین کی بحثیں وجود میں آئیں۔ رکوع وسجود کی تسبیحات, قومہ کی قنوت قعدہ کی

التحیات وتشہد کی متردوحدیثیں بیان ہوکرروایات کی کثرت اور بحث ونزاع کا طومار ظہور میں آیا اور مختلف فرقے وجود میں آ گئے۔ امت مسلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ وحدت ملی کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک دوسرے سے دست وگریباں ہونے لگے۔ اگر سب اختلافی امور قلمبند کئے جائیں تو ہزاروں اوراق سیاہ کرنا پڑیں۔ پھر بھی شائد سب چیزیں جمع نہ ہوسکیں۔ بطور مثال نماز سے متعلق متردد روایات نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) ترمذی میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبر تحریمہ کے وقت شانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

ابوداؤد روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحرمہ کے وقت کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(۲) مسلم میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔

بخاری میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ الخ دعا پڑھتے تھے۔

ابوداؤد میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ۔ پڑھتے تھے۔

نسائی میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِی پڑھتے تھے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھتے تھے۔

(۳) ترمذی۔ابوداؤد۔نسائی میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے کانوں تک پھر بار بار رفع یدین نہیں کیا ساری نماز میں۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے تھے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کرتے تھے۔

(۴) سنن امام شافعی اور مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز میں بحالت قیام سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے۔

موطا امام مالک میں روایت ہے ,رسول اللہ ﷺ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے تھے۔

(۵) ترمذی۔نسائی۔ابوداؤد میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو قرآن میں سے کچھ بھی یاد نہ ہو۔ وہ نماز میں صرف سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ قیام میں پڑھ کر رکوع کرے اس کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

موطا, ابن ماجہ بخاری۔ مسلم میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بغیر فاتحہ نماز ناقص ہے۔

(٦) موطا میں روایت ہے کہ نماز با جماعت میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ ناجائز ہے۔ خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

مسلم میں روایت ہے کہ نماز با جماعت میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ جہری نماز میں ممنوع ہے۔ اور سری میں جائز ہے۔

بخاری میں روایت ہے کہ نماز با جماعت میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ فرض ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

(٧) ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ فاتحہ آمین بالسر کہنا چاہیے خواہ نماز با جماعت ہو تو تنہا۔

بخاری و مسلم میں روایت ہے جہری نماز میں بعد فاتحہ آمین بالجہر اور سری نماز میں بالسر کہنا چاہیے خواہ جماعت ہو یا تنہا۔

(٨) نسائی میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز کے قعدہ کے لئے یہ تشہد تعلیم فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
النَّارِ ۝

مسلم میں روایت ہے ,رسول اللہ ﷺ نماز کے قعدہ کے لئے یہ تشہد سکھاتے تھے,
اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝

بخاری میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز کے قعدہ کے لئے یہ تشہد فرمایا۔
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

موطا میں روایت ہے حضرت عائشہؓ نماز کے قعدہ میں یہ تشہد پڑھتی تھیں۔
اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰةُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

موطا میں دوسری روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ یہ تشہد قعدہ میں پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلوٰتُ لِلّٰہِ الزَّاکِیَاتِ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۝ شَھِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شَھِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اب کون فیصلہ کرے کہ ان مختلف روایتوں میں صحیح کیا ہے؟ روایوں کی جرح و تعدیل اور سلسلہ سند کے اتصال وغیرہ پر بحث کرنے کی بجائے ان روایتوں کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔

قرآن مجید میں صاف صریح حکم یہ ہے کہ نمازوں کو الحمدللہ سے شروع کرو اور درمیانی آواز میں قرأت کرو۔

لَا تَجْھَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (الایۃ)

(بنی اسرائیل ۱۷۔۱۱۰)

نماز کے قیام میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونے یا زیرناف ہاتھ باندھنے کی روایات قرآنی ہدایات کے خلاف ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا

اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ (القصص ۲۸۔۳۲)

سینہ پر ہاتھ باندھو، ساتھ ہی یہ حکم بھی تھا۔

وَاضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّھْبِ (القصص ۲۸۔۳۲)

ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو پکڑ و باادب ہوکر۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہےاس لئے بعض ملا اور بعض نئی روشنی کے تعلیم یافتہ جہلا اس تصدیق کو بہ سبب کلام اللہ کے مہجوری کے سند قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ سورہ انعام میں بلا تخصیص و تعین آنحضرت ﷺ کو بھی انبیاء علیہم السلام کی اقتدا کا حکم فرمایا گیا ہے۔ چناچہ ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ۔ یعقوبؑ۔نوحؑ۔ داؤدؑ۔سلیمانؑ۔ ایوبؑ۔ یوسفؑ۔موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ زکریاؑ۔ یحیٰؑ۔عیسیٰؑ۔ الیاسؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ ایسعؑ۔ یونسؑ۔لوطؑ۔ اوران کے آباؤ۔ ذریات اور اخوان میں سے جو بھی ہدایت یافتہ تھے ان سب کی خصوصیات بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔

یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی۔پس اے محمد ﷺ تم ان کے طریقہ پر چلو۔(انعام ۶۔۹۱)

سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہے:۔مسلمانوں تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے۔اس حکم کے بعد یہ کہنا کہ ہم کسی دوسرے پیغمبر کے متبع نہیں محض ضلالت و گمراہی ہے۔

جب اختتام نماز کے لئے قعدہ اور سلام ارکان نماز میں شامل ہوئے تو

حضرت نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ۔

جب تم نماز پڑھو تو آخر نماز میں بیٹھو اور اللہ کی ایسی تعریف کرو جو اس کی عظمت کے مناسب ہو پھر مجھ پر درود پڑھو اور بعد نماز مانگو اللہ سے جو چاہو۔

قبل اسلام عرب میں صابی فرقہ کے لوگ نماز سجدہ پر ختم کرتے تھے اور بعد نماز اپنے بزرگوں پر سلام بھیج کر دعائیں پڑھتے تھے۔ جب یہ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے تو نماز کے قعدہ میں تحیات وتشہد کی خود ساختہ عبارتیں اور طرح طرح کی دعائیں پڑھنے لگے اور ان موضوعات کو صحیح و ماثورہ ثابت کرنے کے لئے حدیثیں وضع کیں۔

قرآن مجید میں اوصاف نماز میں تین چیزوں کا ارشارہ ہے۔ حمد, استغفار, توبہ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (نصر ۱۰۰۔۳) نماز کی ابتداء قیام سے ہوتی ہے۔ اور اختتام قعدہ پر ہوتا ہے۔ قیام وقعود کی درمیانی چیزیں رکوع وسجود ہیں اور قعدہ جانبین سلام پر ختم ہوتا ہے۔ قیام وقعود اور جنوب میں ذکر اللہ کی ہدایت ہے يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (آل عمران ۳، ۱۹۱) ذکر اللہ کا صحیح طریقہ حمد و استغفار، توبہ اور ادعیۂ مقبولہ ہیں۔

اہل سنت قیام میں حمد, رکوع وسجود میں تسبیح, قومہ وجلسہ میں انابت و استغفار,

قعدہ میں تو بہ درود اور سلام کے بعد ادعیۂ قرآنیہ پڑھتے ہیں۔ ہر نماز کے ہر قومہ میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کے بعد دعاء انابت پڑھتے ہیں۔ رکوع و سجود کے درمیان انابت کا اشارہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قصہ میں ہے وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ (ص ۳۸۔۲۴) جھکے رکوع میں اور دعاء انابت پڑھی۔ صرف وتر واجب کے قومہ میں دعاء قنوت پڑھنے کا حکم ہے قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ قنوت کی مروجہ دعائیں خود ساختہ ہیں۔ قرآنی دعاء قنوت نہایت جامع اور مقبول ہے۔

خطبات جمعہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہیں اور نماز جمعہ میں شامل ہیں۔ مقتدیوں کو خطبہ سننا واجب ہے جیسا کہ حکم ہے۔

جب جمعہ کی اذان خطبہ سنو تو خطبہ سننے کی سعی کرو۔ (الجمعہ ۶۲۔۹)

عام طور سے جو خطبات مروج ہیں ان میں اکثر تو محض قافیہ پیمائی کا نمونہ ہیں اور ان کا منظوم ترجمہ بھی گایا جاتا ہے۔

خطبہ میں حمد و صلواۃ کے بعد حالات حاضرہ کی مناسبت سے آیات قرآنیہ پڑھی جائیں اور خطبۂ ثانی میں اسی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پڑھی جائے خطبہ جمعہ چونکہ نماز جمعہ کا ایک جز ہے اس لئے عربی میں ہی ہونا چاہیے۔

حاضرین کے عربی نابلد ہونے کا عذر قابل التفات نہیں۔آج خطبات کا منظوم ترجمہ ترنم کے ساتھ سنایا جاتا ہے,آئندہ آیات وسورہ کا منظوم ترجمہ نماز میں گایا جانے لگے گا۔جیسا کہ بعض لوگوں نے اذکار نماز غیر عربی میں پڑھنا شروع کردیا ہے۔اگر نماز و خطبات جمعہ وعیدین میں ترجمہ پڑھنا رائج ہوگیا تو آگے چل کر محض ترجمہ پر ہی اکتفا کی جائے پھر ہنود کے بھجن میں اور اسلامی نماز میں فرق کرنا مشکل ہوگا۔

قعدہ میں تحیات وتشہد کی جو مختلف ومترد حدیثیں روایت کی گئیں قرآنی ہدایات کے خلاف ہیں۔اسی قنوت کی ادا عیہ جو وتر واجب میں پڑھی جاتی ہیں قرآن مجید کی نہایت اعلی اور جامع دعاء قنوت کی موجودگی میں محض ایک اضافہ ہے۔

عامیانہ سفر میں قصر نماز کی روایات بھی وضعی ہیں۔قرآن مجید میں صرف جنگ اور خوف کی حالت میں نماز قصر کی اجازت ہے۔عامیانہ سفر میں قصر کو جائز کرنے سے مواخذۂ آخرت کا احتمال ہے کیونکہ اس کے جواز کی کوئی عقل توجیہہ نہیں ہوسکتی۔ہر بالغ مرد وعورت مسلمان کو روزانہ چالیس رکعت نماز ادا کرنا لازمی ہے۔پانچوں وقت کی فرض نماز کی رکعت سترہ ۱۷ ہیں۔ہر فرض نماز کے ساتھ دو رکعت سنت موکدہ ہیں اسی طرح پانچوں وقت کی مجموعی رکعات ۲۷ ہیں,۱۲ رکعت تہجد کے نفل ہیں۔جو لوگ

کسی مجبوری سے آخر شب کی نماز نہیں پڑھ سکتے وہ تہجد کی بارہ رکعت نفل کو اس تقسیم و ترتیب سے ادا کرتے ہیں۔ چار رکعت قبل فرض ظہر چار رکعت قبل فرض عشاء دو رکعت مغرب میں سنت موکدہ کے بعد, دو رکعت عشاء میں سنت موکدہ کے بعد, اور ایک رکعت وتر واجب۔ جو لوگ تہجد کے پابند ہیں بعد تہجد پڑھتے ہیں اور جو تہجد کے پابند نہیں وہ بعد عشاء ایک رکعت وتر کی واجب ادا کرتے ہیں۔ عہد رسالت پناہی سے آج تک علی التواتر اہل سنت والجماعت اسی طرح پڑھتے آ رہے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کسی بھی مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے ہر مسلمان کی امامت واقتدا کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو ارکان نماز اور اوقات نماز میں متحدہ ہے۔ صرف حرکات و اذکار میں اختلاف ہے۔ نماز کی غرض و غایت رجوع الی اللہ اور دعا واستغفار ہے اور ہر فرقہ کی نماز کی بنیاد اسی چیز پر ہے۔ البتہ غیر مسنون حرکات واذکار سے ان برکات وثواب میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے جو مسنون طرز وطریقہ کی نماز سے حاصل ہوتے ہیں۔

عیدین کی نماز سنت کفایہ یعنی معذور لوگوں کو معاف ہے, بوقت چاشت دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں چھ مزید تکبیروں کے ساتھ۔

جمعہ کی نماز عیدین کی نماز میں یہ فرق ہے کہ نماز جمعہ سے قبل اذان خطبہ اور جماعت کے لئے تکبیر اقامت ہے, عیدین میں نہ اذان ہے نہ تکبیر اقامت۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے قبل تین تکبیر کہتے ہیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ آخری تکبیر کے ساتھ دست بدست ہو جاتے ہیں۔ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیر کہتے ہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

نماز جنازہ صلواۃ العبادت نہیں ہے بلکہ میت کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ مرد و عورت اور لڑکا لڑکی کے لئے نماز جنازہ میں جو مختلف دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ بھی سب وضعی ہیں۔ کتاب و سنت سے ثابت نہیں صحیح طریقہ یہ ہے کہ سب شرکاء جنازہ ہاتھ چھوڑ کر صف بستہ کھڑے ہوں, چار تکبیر امام کہے ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائیں امام بھی اور مقتدی بھی۔ پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں, دوسری تکبیر کے بعد دعائے ملائکہ پڑھیں, تیسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیں اور چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔ دعاء ملائکہ یہ ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۞ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(المومن ۴۰ ۔ ۷ تا ۸)

ادعیۂ مقبولہ

(المؤمن ۴۰۔۶۰)

ترجمہ؛ تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ کہ مجھ سے دعائیں مانگتے رہو۔ میں قبول کروں گا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز باعظمت نہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

اہل سنت والجماعت جب اذان سنتے ہیں دعاء ایمان پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَٰنِ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا ۚ رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ ٱلْمِيعَادَ ۝

(آل عمران)

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں آیت نیت کے بعد تکبیر تحریمہ سے قبل دعاء صدق پڑھتے ہیں۔

رَّبِّ أَدْخِلْنِى مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِى مُخْرَجَ صِدْقٍ وَٱجْعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلْطَٰنًا نَّصِيرًا ۝

(بنی اسرآئیل ۱۷۔۸۰)

ہر رکعت کے قومہ میں دعاء انابت پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ O (الممتحنۃ ۶۰۔۴)

پھر ہر دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں دعائے مغفرت پڑھتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ O (المؤمن ۲۳۔۱۱۸)

نماز کے ہر قعدہ میں دعائے توبہ پڑھتے ہیں۔

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضَاهُ O وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ O

(الاحقاف ۴۶۔۱۵)

سجدہ سہو میں دعائے سہو پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا O (الفرقان ۲۵،۶۵)

وتر کے قومہ میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا ۗ
وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(البقرۃ ۲۔۲۸۶)

ہر فرض نماز کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے جلیلہ پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا سُبْحٰنَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ اَنْتَ وَلِیُّنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّلَامِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

دعاء جلیلہ کے بعد فجر میں قبولیت کی دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ O رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ O

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ O

ظہر میں ثبات قدم اور غلبہ ونصرت کی دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ O رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمِ O

عصر میں مغفرت ومرحمت کی دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ O رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ O

مغرب میں والدین اور مومنین کی مغفرت کی دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ O رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ O وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمِ O

عشاء میں عذاب دوزخ سے امان اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ O فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ O

دعاؤں کے بعد درود تنجینا پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا ۠ تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجٰتِ ۠ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ ۠ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ ۠ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ O

نماز کے آخری قعدہ میں دعائے توبہ کے بعد یہ درود شریف پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ O

تسبیحات:۔ اہل سنت والجماعت فجر وعصر کی نماز کے بعد دعا سے قبل تسبیح اعظم ۳۳ (تینتس)، ۳۳ (تینتس) بار پڑھتے ہیں۔ سُبُحَانَ اللّٰهِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

مغرب میں دعاؤں کے بعد افضل التسابیح ستر بار پڑھتے ہیں۔

سُبُحٰنَ اللهِ رَبِّ الُعالَمِيُن. (النحل ۸.۲۷)

وتر کے بعد تسبیح اعظم الاذکر ستر یا سات بار پڑھتے ہیں۔

سُبحَانَ ذِی الْمُلکِ وَالْمَلکُوتِ۔ سُبحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدرَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبْرُوتِ۔ سُبحَانَ الْمُلِکِ الْحَیِّ الَّذِی لَایَنَامُ وَلَایَمُوتُ۔ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوحِ۔ سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبحَانَ اللهِ الْعَظِیمِ۔

تسبیحات کے بعد یہ درود شریف پڑھتے ہیں۔:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِینَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِینَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ ○

تہجد گزار لوگ نماز کے بعد تسبیح و درود پڑھ کر دعائے جلیلہ ستر بار پڑھتے ہیں۔

جمعہ کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِیٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِینَ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِینَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِینَ ○

سوتے وقت یہ درود شریف ستر بار پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن سب سے زیادہ دو شخص میرے قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا۔(ترمذی)۔

روزہ

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ؛اے ایمان والو!تم پرروزے فرض کئے گئے ہیں۔جس طرح تم سے پہلے لوگوں پرفرض کئے گئے تھے۔تاکہ تم پرہیزگار بنو۔(البقرہ ۲۔۱۸۳)

روایت:۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے,فرمایا رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھو چاند دیکھ کر اورختم کرو چاند دیکھ کراگرابر ہوتو شعبان کی تیس دن پورے کرو۔اگرابر ہوتو پورے تیس روزے رکھو۔(بخاری و مسلم)

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول شروع ہوا,جولوگوں کا رہنما ہےاورجس میں حق وباطل کی تمیز کھلی کھلی ہدایات ہیں۔پس جب رمضان کا چاند دیکھوتو اس ماہ مبارک میں پورے ماہ کے روزے رکھو,جوکوئی بیمار ہو یا سفر میں ہواور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہوتو بعد صحت یا بعد سفر دوسرے دنوں میں روزے رکھے,جو لوگ بیماری یا سفر میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر باوجود طاقت کے روزہ نہ رکھیں تو ہر روزہ کے بدل ایک مسکین کوشکم سیر کھانا کھلائیں پھر بعد صحت یا بعد سفر جتنے

روزے بیماری یا سفر میں قضا ہوئے ہوں خواہ مسلسل رکھیں یا وقفہ سے رکھیں۔ جو لوگ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اگر بیمار و مسافر کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن وہ اپنی خوشی سے روزے رکھیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

اگر ہر ماہ مبارک رمضان کی برکات جان سکو تو بہتر یہی ہے کہ اسی بابرکت مہینے میں پورے روزے رکھو۔ (البقرہ)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیمار اور معذور مسافر رمضان میں روزہ قضا کر سکتے ہیں۔ توانا اشخاص کو روزہ رکھنا ہی چاہیے خواہ سفر میں ہوں۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنے عورتوں کے پاس جانا حلال ہے, وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ (البقرہ)

ابو ہریرہؓ, ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کوئی شخص شب میں محتلم ہو یا اپنی بی بی سے ہمبستری کرے اور علی الصبح غسل نہ کر سکے تو بحالت جنب روزہ رکھ سکتا ہے۔ (بیہقی)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص جماع سے یا کسی دوسرے ممنوع امر سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ لازم ہے لگا تار ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (موطا)

سحری وافطار:۔ کھاؤ پیؤ، یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے پھر روزہ رکھ کر رات تک پورا کرو۔ (البقرہ)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب مشرق میں سیاہی آجائے اور آفتاب مغرب میں غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرو۔ (بخاری ومسلم)

حمید بن عبدالرحمٰنؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رمضان میں پہلے مغرب کی نماز پڑھتے تھے۔ جب سیاہی ہوتی تھی مشرق کی طرف پھر بعد مغرب کے روزہ افطار کرتے تھے۔ (موطا)

(جس طرح نومسلموں نے نماز میں اپنے پرانے طور وطریق کو رائج کر کے سنت نبوی ﷺ سے انحراف کیا اسی طرح روزہ میں بھی کتاب وسنت کے خلاف راہ اختیار کی۔

قبل اسلام عرب میں صابی فرقہ کے لوگ سال میں چند روزے رکھتے تھے۔

ان کا روزہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہوتا تھا, اس فرقہ کے زیادہ تعداد عراق, عرب میں آباد تھی۔ یہ لوگ جب مشرف بہ اسلام ہو جائے تو ماہ مبارک رمضان کے روزے اپنے قدیمی وقت کے مطابق سحر وافطار کرنے لگے۔ اور اپنے طریقے کی تائید میں ایسی حدیثیں بھی وضع کیں جن سے سحر میں دیر کرنے اور افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ان ہی وضعی حدیثوں کی بناء پر افطار اور سحر کے فقہی مسائل پیدا ہوئے اور سحر کا وقت طلوع فجر اور افطار کا وقت عین غروب آفتاب قرار دیا گیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف اور صریح حکم ہے۔ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

صحابہ کرام کا عمل اہل سنت والجماعت کے لئے حجت ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بعد نماز مغرب روزہ افطار کرتے تھے۔ اور یہ عمل اَتِمُّو الصِيَامَ اِلَى الَّلَيْل کی صحیح تعمیل تھی۔ (البقرۃ ۲۔۱۸۷)

قرآن مجید میں سحر کا وقت ہے سپیدہ صبح کی دھاری نمودار ہونے تک

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ ۲۔۱۸۷)

سپیدۂ صبح کی لکیر نمودار ہونے سے پہلے سحر ہے جس میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ جب سفید خط ظاہر ہو جائے تو یہ فجر کا وقت ہے جس میں کھانا پینا ممنوع ہے۔ صابیوں

کی طرح فجر کے بعد کھانا پینا قرآن حکیم کی حد بندی کے خلاف ہے جو لوگ فجر کی اذان کو سحر کا آخر وقت اور مغرب کی اذان کو افطار کا وقت قرار دیتے ہیں, کتاب وسنت سے انحراف کرتے ہیں۔

روزں میں سحر کے وقت کھانے پینے کا جواز ان کمزور لوگوں کے لئے جو سحر کے کھائے پیئے بغیر روزہ رکھنے میں ضعف محسوس کرتے ہیں۔ روزوں میں خواہ ماہ صیام رمضان کے ہوں یا نفلی روزے ہوں, حضرت نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی سحر کے وقت کچھ کھایا پیا نہیں۔ جلیل القدر صحابہ کرام۔ ازواج مطہرات اور اصحاب صفہ میں سے بھی کسی ایک فرد کا روزوں میں سحر کے وقت کچھ کھانا پینا ثابت نہیں۔

ابتداءً جب روزے فرض ہوئے تو بعض نحیف و ناتواں لوگوں کو جو عوام میں سے تھے سحر کے وقت کچھ کھائے پیئے بغیر روزہ رکھنا شاق تھا مگر اپنے اس فعل کو ناجائز سمجھ کر شرمندہ ورنجیدہ ہوتے تھے۔ رحیم وکریم پروردگار جل شانہٗ نے روزوں میں سحر کے کھانے پینے کا جواز کی آیت نازل فرما کر ان نادم لوگوں کی تسکین فرمادی۔

ہمارے بھکر اور حریص ملّا نے اس جواز کو جو معذور لوگوں کے لئے ہے عام حکم بطور فرض کا درجہ دیا اور سحر کے وقت شکم سیر ہوئے بغیر روزہ رکھنا مکروہ قرار دے کر

تندرست اور توانا روزہ داروں میں بے لطفی پیدا کردی۔

اہل سنت والجماعت کا معمول ہے کہ روزوں میں کمزور لوگ سحر میں چند کھجور کھا کر پانی پیتے ہیں یا ایک پیالی چائے یا دودھ نوش کرتے ہیں۔

جمعہ کے خطبہ میں ایک ملا سے یہ کہتے سنا کہ سحر میں جتنی دیر کرو گے اور جتنا زیادہ کھاؤ گے اتنا ہی زیادہ روزے کا ثواب ملے گا اور افطار میں جتنی جلدی کرو گے اتنی ہی جلدی جنت میں جاؤ گے۔

مسئلہ:۔ابوسعیدؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بھول کی حالت میں کچھ کھا پی لینا, خود بخود قے ہو جانا, احتلام۔(ترمذی)

(صحیح روزہ طلوع فجر سے رات تک ہے, نہ کہ صابیوں کی طرح صبح سے مغرب تک مغرب کا وقت تو دن کی مناسبت سے اطراف النہار یعنی دن کا آخری حصہ اور رات کی مناسبت سے زلفا من اللیل ہے یعنی رات سے متصل قریبی وقت, رات مغرب کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔ پس افطار کا صحیح وقت بعد مغرب ہے جیسا کہ حکم ہے۔ پورا کرو روزہ رات تک۔)

تراویح:۔ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہﷺ نے جس شخص نے عقیدت وایمان کے ساتھ روزے رکھے اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھیں اور تلاوت قرآن کی، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ لوگوں کو تراویح پڑھنے کی رغبت دلاتے تھے۔ رسول اللہﷺ کی وفات کے بعد متفرق طور سے لوگ تراویح پڑھتے تھے۔حضرت عمرؓ نے ایک امام کے پیچھے نماز تراویح باجماعت پڑھنے کے لئے حافظ قرآن قاری کو مقرر کیا اور تہجد کی بارہ رکعت کو بھی تراویح کی آٹھ رکعت میں شامل کر دیا۔اس طرح بیس رکعت پڑھی جانے لگیں اور بعد تراویح ایک وتر واجب میں دو رکعت نفل مل کر تین رکعت باجماعت پڑھنے لگے(بیہقی)

عہد فاروقی سے آج تک اہل سنت والجماعت ماہ مبارک رمضان میں اسی طرح بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور مسلسل قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔

سجدہ تلاوت:۔باجماعت نماز تراویح میں قرأت کے دوران جب سجدہ کا مقام آئے تو پوری جماعت پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔تنہا شخص کے لئے دوران تلاوت

مقام سجدہ پر سر بسجود ہو جانا مستحب ہے واجب نہیں۔

سجدۂ تلاوت میں اہل سنت والجماعت یہ تسبیح پڑھتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۔ (بنی اسرآئیل ۱۷۔۱۰۸)

اعتکاف:۔ جب تم اعتکاف کرو مسجدوں میں تو اپنی عورتوں سے الگ رہو۔ (البقرہ)

اعتکاف کے لئے روزہ اور مسجد شرط ہے، بحالت اعتکاف سوائے حوائج ضروری کے مسجد سے باہر نکلنے اور کسی سے بے ضرورت بات کرنے کی ممانعت ہے۔ تزکیۂ نفس وتصفیہ باطن کے لئے اعتکاف کرتے ہیں۔ مسجد کی شرط اس لئے ہے کہ نماز جمعہ نہ چھوٹے۔ وہ لوگ جن پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ کسی ویران وغیر آباد مسجد میں یا کسی پرسکون وخاموش مقام میں معتکف ہو سکتے ہیں۔ بیمار، مسافر، قیدی، اور معذور گوشہ نشین جمعہ سے مستثنیٰ ہیں۔ نماز جمعہ خطبہ اور جماعت سے مشروط ہے۔

اعتکاف خصوصیت سے رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں ہوتا ہے۔

اعتکاف میں بقدر ضرورت خواب استراحت اور حوائج ضروریہ کے سوا شبانہ روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو لوگ معتکف ہو کر فضولیات و لغویات سے باز رہتے ہیں ,ان کے لئے حسنات جاری کئے جاتے ہیں ۔(ابن ماجہ)

اعتکاف بیس تاریخ رمضان میں عصر کے بعد سے شروع ہو کر یکم شوال کو بعد فجر ختم ہوتا ہے ۔بعض اصحاب طریقت و معرفت بزمانہ حج احرام تین دن سے چالیس دن تک کا اعتکاف کرتے ہیں ۔

فطرہ:۔عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان مستطیع مرد و عورت پر اقسام اجناس میں ایک صاع صدقہ فطر فرمایا (موطا)

صاع سے مراد وہ مقدار ہے جس کو ایک شخص پانچ مرتبہ یا پانچ شخص ایک بار شکم سیر ہو کر کھا سکیں ۔ پیمانہ سے اوسطاً پانچ رطل ایک رطل آٹھ مشت یا چالیس تولہ ہوتا ہے ۔

صدقۂ فطر یکم شوال کو نماز عید سے قبل مساکین کو دے دیا جائے ۔

نماز عید:۔عیدین کی نماز دو رکعت ہیں چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد فاتحہ سے قبل تین تکبیر کہتے ہیں ,دوسری رکعت میں بعد قرأت تین

تکبیر رکوع سے قبل کہتے ہیں۔

ابوسعید خذریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عید الفطر اور عبد الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ (بخاری و مسلم)

بریدہؓ سے روایت ہے عید الفطر کے دن جب تک رسول اللہ ﷺ چند کھجوریں نہ کھا لیتے, عیدگاہ نہ جاتے اور عید قرباں کے دن جبتک دوگانہ عید سے فارغ نہ ہوں کچھ نہ کھاتے تھے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے عیدین کی نمازوں میں نہ تو اذان کہی جاتی ہے نہ تکبیر اقامت کہی جاتی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نمازیں پڑھی ہیں۔ (مسلم)

ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

زکوٰۃ

وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

ترجمہ:۔ مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں۔

(حم السجدہ ۴۱۔۶ تا ۷)

قرآن مجید میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو ایسے مشرکین کی ذیل میں شمار کیا گیا ہے جو عذاب آخرت سے بے خوف ہیں۔ جس طرح اسلام میں نماز اور روزہ مہتم بالشان عبادت ہیں اسی طرح زکوٰۃ بھی مسلمانوں کے لئے ایک اہم ترین فریضہ ہے جس کی عدم ادائیگی مشرک اور کافر بنا چھوڑتی ہے۔

مروجہ مذاہب اسلامیہ کی بعض غیر مسنون تعلیمات کے اختلاط سے مسائل زکوٰۃ میں بھی چند غلط فہمیاں شامل ہوگئی ہیں۔ اس لئے اقسام زکوٰۃ کو کتاب وسنت کے ماتحت بیان کیا جاتا ہے تاکہ اہل سنت والجماعت مسلمان اپنے صحیح مسلک سے آگاہ ہوکر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

اپنے مال میں سے خواہ ورثہ میں ملا ہو یا اپنی کمائی سے حاصل ہوا ہو مقررہ ہدایات کے بموجب حصہ نکالنا زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ دو قسم ہے؛ صدقات اور خیرات

صدقات:۔ صدقات کے حقدار ہیں مفلس, محتاج, عمال زکوٰۃ, غیر مسلم نادار غربأ, مصیبت زدہ, مقروض, کارہائے خیر, اور مسافر۔ صدقہ فرض ہے۔ اللہ کی طرف سے اور اللہ علیم و حکیم ہے (التوبہ)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر پورا سال نہ گزرے۔ (موطا)

روزمرہ کی استعمال چیزوں میں زکوٰۃ نہیں, ضروریات زندگی سے زائد نمائشی چیزوں اور تجارتی کاروبار پر صدقات مقرر ہیں۔ خواہ از قسم مصنوعات ہوں یا پیداوار اراضی ہوں۔ اثمار ہوں یا اجناس, جانور ہوں یا آلات, حجریات ہوں یا فلزات, معدنی ہوں یا بحری۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے, فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کو آسمان نے سیراب کیا ہو یا قدرتی چشموں نے, یا خود زمین سرسبز و شاداب ہو۔ اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے۔ اور جس چیز کو نہر یا کنویں سے پانی دیا گیا ہو اس کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ (بخاری)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے غلہ اور کھجور میں جب تک ان کی مقدار تیس من نہ ہو زکوٰۃ نہیں ۔(نسائی)

حضرت علی کرم اللہ وجہ' سے روایت ہے, فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ترکاریوں اور سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ۔ نہ ان درختوں میں جو کسی کو مستعار دیئے جائیں ۔ دیگر پیداوار اجناس میں بھی تیس من کی مقدار سے کم پر زکوٰۃ نہیں ۔ کام کے جانوروں پر بھی زکوٰۃ نہیں جیسے کھیتی باڑی کے بیل اور بودے (بھینسے) سواری کے اونٹ اور گھوڑے, بار برداری کے خچر اور گدھے ۔(دار قطنی)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ۔ اور پانچ اوقیہ چاندی میں زکوٰۃ نہیں ۔(موطا)

ایک اوقیہ چالیس درہم یا چار دینار کا ہوتا ہے پانچ اوقیہ کے دوسو درہم یعنی بیس دینار ہوئے یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ۔ جو شخص ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے ۔ چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے ۔

تجارتی مال میں سال بھر کے فاضل منافع کا چالیسواں صدقہ زکوٰۃ واجب

الاداہوگا۔

پیداوارارضی دوقسم کی ہیں:۔ زرعی اور غیرزرعی۔

زرعی اقسام میں اثمار واجناس ہیں۔تیس من اوراس سے زائد پر صدقہ زکوٰۃ واجب ہے جو اثمار واجناس بارانی ہیں ان کا دسواں حصہ اور جو آبپاشی سے پیدا ہوتی ہیں ان کا بیسواں حصہ صدقہ زکوٰۃ پوری فصل حاصل ہونے پر واجب الاداہے۔

اثمار میں پھل اور پھول شامل ہیں۔اجناس میں غلہ,دالیں۔چاول۔جواور تیل والے تخم شامل ہیں۔

خود رو نباتات از قسم جڑی بوٹی,جنگلی میوہ جات,مویشی کا چارہ اور سبزی ترکاری صدقہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں بشرطیکہ ان چیزوں سے تجارتی مفاد اور منفعت وابستہ نہ ہو۔

پیداوارارضی کی غیرزرعی اقسام میں معدنیات ہیں جن میں حجریات وفلزات کے علاوہ سیال ماور منجمد اشیاء شامل ہیں۔ان سب چیزوں پر بعد فروخت چالیسواں حصہ صدقۂ زکوٰۃ واجب الاداہے۔

غیرزرعی پیداوار یعنی معدنی اشیاء کی قیمت پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے

جب ان کی مالیت بیس دینار یا دوسو درہم یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی حاضرالوقت بازاری قیمت کے برابر ہو۔

جانوروں میں وہ اونٹ اور بیل جو پانی کھینچنے اور ہل چلانے میں کام آتے ہیں وہ اونٹ اور گھوڑے جو ذاتی سواری کے لئے ہوں، وہ خچر اور گدھے جو خانگی بار برداری کے کام آتے ہوں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

جائداد منقولہ وغیر منقولہ جس سے کسی قسم کی کوئی آمدنی نہ ہوتی ہو اور ذاتی و خانگی استعمال کی ضروری چیزیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

پالتو جانوروں میں چالیس بھیڑ بکری پر ایک مینڈھا یا بکرا، تیس گائے یا بھینس پر ایک برس کا بچہ خواہ نر ہو یا مادہ۔ چالیس گائے بھینس پر دو برس کا بچّہ نر ہو یا مادہ، اونٹ پر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکرا۔ چالیس اونٹ پر ایک اونٹ نر یا مادہ۔

شوقیہ پرندوں پر زکوٰۃ نہیں۔ وہ پالتو جانور جو تجارتی اغراض کے لئے ہوں اور جن سے مالی منفعت اور آمدنی ہوتی ہو ان سب کے فاضل منافع پر چالیسواں حصّہ زکوٰۃ واجب ہوگی اگر اس کی مقدار ساڑھے باون تولہ چاندی کی حاضرالوقت قیمت کے برابر ہو۔

شمار کے وقت بھیڑ بکری ایک جنس اور گائے بھینس ایک جنس پر مشتمل ہوں گی
صدقۂ زکوٰۃ اسی چیز پر ہے جو اپنی مقبوضہ اور ملکیت ہو اور جس پر اپنا تصرف ہو۔
عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تندرست شخص کو جو محنت مزدوری کرنے کی قوت رکھتا ہو، صدقۂ زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ دارمی)

صدقہ بھی دو قسم ہے؛ صدقات خاص اور صدقات عام۔ صدقات خاص میں صدقۂ فطر اور صدقات زکوٰۃ ہے۔ صدقۂ فطر کے مستحق نادار گداگر ہیں اور صدقۂ زکوٰۃ کے آٹھ مصرف ہیں۔ فقراء۔ مساکین۔ عمال زکوٰۃ۔ تالیف قلوب۔ مصیبتوں سے چھڑانا۔ مقروض کا قرض ادا کرنا۔ مجاہد غازیوں کی خدمت۔ مسافر۔

جہاں عمال زکوٰۃ مقرر نہ ہوں تو اس حصہ کے حقدار مساجد کے مؤذن و امام اور مدارس کے ملا ہیں اور جہاں مجاہد و غازی نہ ہوں تو یہ حصہ کے حقدار مساجد کے مؤذن و امام اور مدارس کے ملا ہیں اور جہاں مجاہد و غازی نہ ہو تو یہ حصہ مفاد عامہ کے کاموں میں دیا جائے۔ صدقۂ زکوٰۃ خواہ آٹھوں حقداروں میں تقسیم ہو یا جس کو زیادہ حاجتمند اور مستحق پائے اسے دے۔

صدقات عام میں ہر وہ کام شامل ہے جس سے خلق اللہ کو فائدہ پہنچے۔

ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو۔ فرمایا غمگین حاجتمند کی ہر ممکن مدد کرنا, دردمند کے ساتھ ہمدردی کرنا۔ دو شخصوں کے درمیان مصالحت کرانا۔ اور راستہ سے کسی موذی چیز کو دور کر دینا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

جابرؓ اور حذیفہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ امر بھی نیکی میں داخل ہے کہ خندہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے اور اپنے ڈول سے مسلمان بھائی کے برتن میں بھر دے۔ (بخاری و مسلم)

خیرات:۔ زکوٰۃ کی دوسری قسم خیرات ہے صدقۂ زکوٰۃ مال اور آمدنی پر سال تمام کے بعد واجب الادا ہوتا ہے اور خیرات کے لئے ایک سال کی معیاد گزرنا ضروری نہیں ہے۔ خیرات کا فریضہ امراء اور صاحب ثروت لوگوں کے لئے ہے تاکہ وہ اپنی دولت میں سے حاجتمندوں کی مدد کریں جب بھی ضرورت ہو۔

خیرات کے مستحق چھ ہیں۔

قرابت دار۔یتیم۔مسکین۔مسافر۔سائل۔مصیبت زدہ۔

جولوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں جو اس نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخل ان کے حق میں اچھا ہے۔نہیں بلکہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔عنقریب قیامت کے دن ان کا مال ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔(آل عمران)

بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اتراتے اور بڑائی مارتے پھرتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے اس کو چھپاتے ہیں۔ایسے ناشکروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔(النساء)

جولوگ سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور مال ودولت کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو کہ جس دن وہ جمع شدہ مال آتش جہنم میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانی،گردن اور پیٹھ داغی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی مال ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا اب اپنے مخزونہ کا مزہ چکھو۔(التوبہ)

مالدار لوگوں کو چھ قسم کے مستحقین کی امداد پر توجہ دلائی گئی ہے۔

نیکی یہی نہیں ہے کہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کر لیا کرو, نیکی تو اس کی ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر اور مال خرچ کیا اللہ کی محبت میں رشتہ داروں پر یتیموں, مسکینوں پر، مسافروں سائلوں اور مصیبت زدہ حاجتمندوں پر اور پابند رہا نماز کا اور ادا کرتا رہا زکوٰۃ اور ایفا کرتا رہا وعدہ اور برداشت کرتا رہا ہر قسم کی مشکلات, یہی لوگ سچے نکوکار ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔ (بقرہ)

جہاں خیرات کی شدید ہدایت ہے وہاں یہ بھی تاکید ہے کہ حدود مقررہ سے تجاوز نہ کرتے ہوئے کشادہ دلی کے ساتھ میانہ روی اختیار کرو۔

نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہی رکھو اور نہ اس کو بالکل کھول ہی دو کہ بیٹھ رہو۔ ملامت زدہ اور حسرت خوردہ۔ (نبی اسرائیل)

صدقۂ زکوٰۃ تو سالانہ کا فریضہ ہے اور خیرات کے لئے کوئی معیاد مقرر نہیں۔ زکوٰۃ کے لئے نصاب مقرر ہے اور خیرات کے بتقاضائے ضرورت خرچ کرنے کی ہدایت ہے صدقۂ زکوٰۃ کے آٹھ مصرف ہیں اور خیرات کے حقدار چھ قسم ہیں۔

جس نے خیرات کی اور پرہیز گاری برتی اور اچھی بات کو سچ جانا اس پر ہم

کشادگی آسان کردیں گے اور جس نے بخل کیا اور حقوق سے بے پرواہ رہا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس پر تنگی ڈالیں گے اور جب وہ جہنم ڈالا جائے تو اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا۔(واللیل)

ـــــــــــــــــــــــــــــــ

نفقہ

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ۔ (بقرہ) ۲۔۲۵۴)

ترجمہ؛ اے ایمان والو! ہم نے جو روزی تم کو دی ہے اس میں سے نفقہ کیا کرو۔

نفقہ روزانہ کا فریضہ ہے اس سے کوئی امیر و غریب, مستطیع و غیر مستطیع مستثنیٰ نہیں۔

متقی وہ ہیں جو تونگری اور تنگدستی دونوں حال میں نفقہ کرتے ہیں۔ (آل عمران)

نفقہ میں نقدی, کھانا, کپڑا اور ضروریات زندگی کی ہر وہ چیز شامل ہے جو خود کے لئے بھی پسند خاطر ہو۔

مستحقین نفقہ پانچ ہیں:۔ والدین۔ حقیقی بھائی بہن۔ یتیم رشتہ دار۔ خاندان کی بیوہ عورتیں و معذور افراد اور مسافر۔ (البقرہ)

اے ایمان والو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے نفقہ کرو اور بری خراب چیزیں جن کو خود تم اپنے لئے پسند نہ کرو حقداروں کو نہ دو۔ اچھی طرح جان لو کہ اللہ غنی و حمید ہے جو کچھ تم نفقہ کرو

گے اس کا فائدہ تم کو ہی ملے گا اور جو کچھ اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ (البقرہ)

جو لوگ اپنی کمائی میں سے رات دن پوشیدہ او رظاہر روزانہ نفقہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے، ان کے لئے نہ خوف ہے نہ غم ہے (رعد)

جو لوگ اپنی حلال کمائی میں تقرباً الی اللہ نفقہ کرتے ہیں تو بے شبہ یہ نفقہ ان کے لئے باعث تقرب ہے۔ عنقریب اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ (توبہ)

نفقہ دو قسم ہے۔ نفقہ اور ہدیہ

نفقہ کے حقدار پانچ مقررہ ہیں اور ہدیہ احساناً عزیزوں دوستوں اور پڑوسیوں کے لئے ہے۔

اللہ نے جو حصہ تمہارا دنیا سے لگایا ہے اس کو بھول نہ جاؤ اور احسان کرو جیسا کہ اللہ نے تم پر حسان فرمایا ہے (قصص)

ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ شخص کامل مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (بیہقی)

عطاؒ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان آپس میں ایک

دوسرے کو تحفہ بھیجا کریں۔(موطا)

حج وعمرہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ؛ پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے بابرکت ہےاور جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔(آل عمران ۳۔۶۹)

حج اور عمرہ اللہ کی خوشنودی کے لئے ادا کرو۔اگر تیاری کے بعد کوئی مجبوری آپڑے تو جوقربانی میسر ہوبھیج دواور جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے سر نہ منڈواؤ۔تم میں کوئی بیمار ہو یا سر میں کوئی تکلیف ہوتو سر منڈالے اور بدلے میں روزے رکھے صدقہ دے یا قربانی کرے۔پھر جب عذر رفع ہوجائے تو جوحج کے وقت تک عمرے سے متمتع ہونا چاہیے۔وہ جو کچھ میسر ہوقربانی کرے۔جوقربانی نہ کر سکے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب واپس ہو۔یہ پورے دس ہوئے یہ سہولت اس کے لئے ہےجس کے اہل وعیال مکہ میں نہ رہتے ہوں۔(البقرہ)

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے شوال یا ذیقعد میں عمرہ ادا کیا پھر مکہ میں ٹھہرارہا یہاں تک حج پایا تو وہ متمتع ہے اگرحج کرےتو اس پرقربانی لازم ہوگی جومیسر ہو ورنہ تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے جب حج سے واپس

ہور کھے۔(موطا)

اگر کوئی شخص شوال یا ذیقعد یا شروع ذالحجہ میں صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھے تو وہ عمرہ ادا کر کے احرام اتار سکتا ہے پھر اگر حج کے دن تک مکہ میں ٹھہرے اور حج بھی کرے۔تو اس پر قربانی لازم ہوگی جو میسر ہوا گر کچھ بھی میسر نہ ہو تو دس روزے رکھے,تین مکہ میں اور سات اپنے میں گھر۔

عمرہ کے ارکان:---------احرام باندھنا,طواف کعبہ کرنا۔سعی بین الصفا والمروہ اور سر منڈوانا۔

حج کے ارکان:---------عرفات میں حاضری,مزدلفہ میں استغفار و دعا۔ طواف کعبہ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز,سعی بین الصفا والمروہ,سر منڈانا یا بالوں کا ترشوانا قربانی اور ایام تشریق منیٰ میں قیام۔

احرام:۔وہ شخص مقام میقات سے بہ نیت حج شوال یا ذیقعدہ میں احرام باندھے تو وہ جب تک حج سے فارغ نہ ہو احرام نہیں اتار سکتا۔

حج کے مہینے معین ہیں۔(شوال۔ذیقعدہ۔اول عشرہ ذالحجہ) پس جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت سے احرام باندھے تو وہ جب تک جملہ ارکان حج سے فارغ

ہوکراحرام نہ اتارے اس وقت تک نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑا کرے اور جو نیک کام تم کروگے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور سفر خرچ ساتھ رکھو کیونکہ زادراہ بہتر ہے بھیک مانگنے اور چوری کرنے سے۔ اے سنجیدہ لوگو! اللہ سے ڈرو, اس میں کچھ حرج نہیں کہ ایام حج میں تجارت یا مزدوری سے روزی کماؤ اور مصارف سفر مہیا کرو, پھر جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر الحرام (مزدلفہ) میں اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم کو سکھایا گیا ہے۔ اس سے پہلے تم گمراہی میں تھے, پھر جہاں سے لوگ واپس ہوں تم بھی وہیں سے واپس ہو۔ اور اللہ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب جملہ ارکان حج پورے کر چکو تو اللہ کو خوب یاد کرو جس طرح اپنے بزرگوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بہت زیادہ۔ (البقرہ)

ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر اور قربانی کے جانور ساتھ لے کر جانب مکہ روانہ ہوئے ہمراہیوں میں بعض تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے اور اکثر کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے آنحضرت ﷺ نے مکہ میں پہنچ کر لوگوں سے فرمایا تم میں جو شخص قربانی کا جانور لایا

ہو وہ احرام نہ اتارے جب تک ارکان حج ادا نہ کرلے اور جو شخص جانور نہ لایا ہو وہ طواف کعبہ کرے سعی بین الصفا والمروہ کرے اور سر منڈا کر احرام کھول ڈالے۔ پھر حج کے وقت احرام باندھے, عرفات کی حاضری کے بعد قربانی کرے اگر میسر نہ ہو تو تین دن روزہ رکھے پھر اپنے گھر پہنچ کر سات روزے اور رکھ لے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے کعبہ کے ساتھ طواف کئے اور کسی چیز سے حلال نہ ہوئے جو احرام نے حرام کی تھیں یہاں تک کہ حج پورا کیا اور قربانی کے بعد احرام اتارا اور جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہوں نے بھی وہی کیا جو آنحضرت ﷺ نے کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

مسائل:۔ بحالت احرام برّی شکار ممنوع ہے بحری شکار کی اجازت ہے۔ بحالت احرام عورت کو اگر حیض آ جائے تو مسجد میں نہ جائے, طواف نہ کرے, سعی بھی نہ کرے, لبیک کہہ سکتی ہے۔

ایّام تشریق (۱۱۔۱۲۔۱۳ ذالحجہ) منیٰ میں گزارنا بہتر ہے اگر کوئی دو ہی دن رہ کر واپس ہو جائے تو گناہ نہیں یا تین دن کے بعد بھی ٹھہرے تو منع نہیں۔

مردوں کو ایام حج میں بحالت احرام حجامت بنوانا, خوشبو لگانا, جماع کرنا منع ہے۔

عورتوں کو سر میں تیل ڈالنا, کنگھی کرنا, خوشبو ملنا, شوہر سے ہم بستر ہونا منع ہے۔

اگر ممنوعات احرام میں سے کسی امر میں تقصیر واقع ہو تو کفارہ واجب ہوتا ہے۔ تین روزے رکھنا, یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک بکری کی قربانی کرنا۔

تلبیہ:۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

مقام میقات سے بعد غسل احرام باندھ کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد نماز تلبیہ کہتے ہیں پھر جب تک احرام میں رہیں ہر نماز کے بعد تلبیہ کہتے ہیں اور سفر میں ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے تلبیہ کہتے ہیں۔

تکبیر:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے ہیں۔ یعنی ۱۰ ذالحجہ کو ظہر سے ۱۳ ذالحجہ کی فجر تک۔

ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے (۱۰۔۱۱۔۱۲ ذالحجہ)

قربانی ۱۲ ذالحجہ تک جائز ہے۔

ایامِ حج میں بحالت احرام کلمہ توحید اور استغفار کثرت سے پڑھتے ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ میں کلمہ توحید اور استغفار کے ساتھ مقبول دعائیں پڑھتے ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ o

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ط رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

طواف :۔طواف قدوم وہ طواف ہے جو مکہ میں پہنچتے ہی کیا جاتا ہے۔ یہ سنت ہے۔

طواف الافاضہ یا طواف الزیارہ وہ طواف ہے جو عرفات کی حاضری کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ فرض ہے۔

طواف الوداع وہ طواف ہے جو بعد حج مکہ سے واپسی کے وقت کیا جاتا ہے۔ حائضہ

عورتوں اور معذور لوگوں کو یہ طواف معاف ہے۔

عرفات:۔ حج کا بڑا رکن عرفات کی حاضری ہے۔ جو شخص ۹ ذالحجہ کو فجر روشن ہونے سے پہلے میدان عرفات میں پہنچ گیا۔ اس نے حج کو پالیا۔ دن بھر عرفات میں ٹھہرتے ہیں۔

مزدلفہ:۔ یہ مشعر الحرام ہے یہاں پہنچ کر ذکر الٰہی اور استغفار و توبہ کرتے ہیں۔ یہاں مغرب و عشاء کی نمازیں متصل پڑھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

منیٰ:۔ منیٰ قربان گاہ ہے قربانی کے تین دن ہیں (ایاماً معدودات) یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذالحجہ۔ ایام تشریق بھی یہی ہیں۔ (۱۰ ذالحجہ کی ظہر سے ۱۳ ذالحجہ کی فجر تک)

قربانی:۔ لوگو! قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ (حج)

قربانی کا گوشت یا خون اللہ کو نہیں پہنچتا تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ یعنی خالصتہ للہ فقراء و مساکین کی ضیافت کرنا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔

قبولیت حج کی شناخت یہ ہے کہ حج مقبول کے بعد حاجی سرتاپا پرہیزگار

ہو جاتا ہے جس حج یا عمرہ میں مشرکانہ بدعات اور محلدانہ رسومات ہوں گے یا محض نام ونمود اور شہرت ونمائش مقصود ہوگی تو ایسے ریاکارانہ حج کی قبولیت نہیں ہوتی۔ حج نامقبول کی شناخت یہ ہے کہ اس حاجی کی حاءِ حطی بائے فارسی سے بدل جاتی ہے۔

بعد حج یا قبل حج بقول خطیب مسجد الحرام, مسجد نبوی ﷺ مدینہ منورہ میں نماز پڑھنا ثواب عظیم کا باعث ہے۔

حلال وحرام

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

سورہ الاعراف (۷:۱۵۷)

ترجمہ؛ نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں اور پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں۔ ناپاک چیزوں کو حرام ٹھیراتے ہیں۔ (الاعرف ۷۔۱۵۷)

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے قرآن پڑھا اور یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کی سفارش اس کے دس گنہگار گھر والوں کے حق میں قبول ہوگی۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

اے ایمان والو! پاک اور ستھری چیزیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو, بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (مائدہ)

کس نے حرام قرار دیا زینت کو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی؟ اور

کسی نے رزق کی پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا؟ یہ زینت کی چیزیں اور کھانے پینے کی نعمتیں تو ایمان والوں کی ہی دنیاوی زندگی کے لئے ہیں جو دوسروں کو بھی ان کے طفیل میں مل رہی ہیں قیامت کے دن تو سب زینتیں اور نعمتیں خالص ان کے لئے ہی بلاشرکت غیر ہونگی (اعراف)

عطیات ونعمات الٰہی میں لوگوں نے خود ہی حلال وحرام ٹھیرالیا ہے, کیا اللہ نے تم کوایسا کرنے اختیار دیا ہے یا تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو؟ (یونس)

حضرت عمرؓ کا قول ہے جب اللہ تم کو وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو۔ (موطا)

حضرت عائشہؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کوایک کپڑا پہنایا جس میں اون اور ریشم تھا۔ (موطا)

کسی حلال کام یا حلال چیز کو حرام قرار دینا حرام کو حلال کر لینا تجاوزعن الحد ہے۔

جھوٹ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اور اللہ پر جھوٹا افترا کرنے سے اپنی زبان کو رکو۔ (نحل)

تم پر پاک اور ستھری چیزیں حلال کی گئیں۔ (مائدہ)

"حلال طیب کھاؤ پیو اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو"۔(نحل)

صاف ستھری پاکیزہ اور بے ضرر چیزیں سب حلال ہیں۔ کھانے پینے, پہننے اور استعمال کرنے میں جو چیزیں گندی, ناپاک اور مضر ہیں۔ اکلاً وشرباً وعملاً ممنوع اور حرام ہیں۔

کتاب وسنت سے پاک اور ناپاک اور حلال وحرام کے بارے میں جو کچھ ثابت ہے, اس میں کمی یا بیشی نہ صرف تجاوز عن الحد ہے بلکہ **یفترون علی اللہ الکذب** (المائدہ ۵۔۱۰۳) کا مصداق ہے۔

بحری شکار اور اس کا کھانا تمہارے لئے حلال کیا گیا۔(مائدہ)

"اللہ ہی ہے جس نے دریا کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ (نحل)

جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس زندہ مچھلی کو دریا باہر پھینکے یا دریا کا پانی کسی دوسری سمت رخ کرے اور اوپر زندہ مچھلیاں رہ جائیں تو ان کا کھانا جائز ہے اور جو مچھلی پانی کے اندر مر جائے اور اوپر آ جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ (ابوداؤد۔ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے تاکہ بعض پر تم سواری کرو,اور بعض کو کھاؤ۔(مومن)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دانتوں سے شکار کرنے والے درندے حرام ہیں۔(مسلم)

ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پنجہ سے شکار کرنے والے پرندے حرام ہیں۔(مسلم)

"جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ کہ یہ فسق ہے"۔(انعام)

حلال جانور میں سے خواہ وہ چوپائے ہوں یا پرندے,جو جانور اپنی موت سے یا حادثہ سے مر جائیں ان کا کھانا حرام ہے۔

خون حرام ہے۔

جو جانور غیر اللہ کے نام پر قربان کیا جائے یا کسی تھان پر چڑھا کر ذبح کیا جائے حرام ہے۔

جو گوشت پانسوں کے ذریعہ بطور جوئے کے آپس میں تقسیم کیا گیا ہو حرام ہے۔

غلیظ خور جانور جیسے سور اور ہاتھ سے کھانے والے جیسے ریچھ ااور بندر وغیرہ کی اقسام حرام ہیں ہاتھی, گینڈا, مگرمچھ, گھڑیال, گدھ اور حشرات الارض سب حرام ہیں۔

شراب اور از خود رفتہ کرنے والی سب چیزیں حرام ہیں۔

کھانے پینے کی ممنوعات کے علاوہ کھلی اور چھپی بے حیائیاں, قتل و غارت گری, بغاوت وسرکشی اور بدعہدی بھی حرام ہیں۔

امانت میں خیانت, غبن اور غصب, ناپ تول میں ناانصافی اور والدین کے ساتھ بدسلوکی بھی حرام ہے۔

مذکورہ حلت وحرمت کتاب وسنت سے ثابت ہےاور سود بھی حرام ہے۔

"اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ۔ (آل عمران)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ مخبوط الحواس۔" (البقرہ)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات میں میرا گزر ایک قوم پر ہوا جن کے پیٹ بڑی بڑے گھڑوں کے مانند تھے ان پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو پیٹوں کے باہر نظر آرہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے

پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریلؑ نے کہا یہ سودخود ہیں۔(ابن ماجہ)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئیگا۔سوائے سود کھانے والوں کے باقی کوئی نہیں رہے گا اگر کوئی شخص ہوگا تو اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔(ابوداؤد۔نسائی۔ابن ماجہ)

موجودہ زمانے میں دنیا کے سب سے متمدن ممالک سود کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔پسماندہ علاقوں میں بھی سود کا غبار پہنچ رہا ہے۔خیر و برکت اٹھ گئی ہے۔بدحواسی کا یہ حال ہے کہ حلال وحرام کا امتیاز بھی اٹھتا جا رہا ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے وہ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری)

ابوہریرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شخص اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلائے اور کہے اے پروردگار! مجھ کو یہ چیز دے وہ چیز دے اور حال یہ ہو کہ کھانا اس کا حرام,لباس اس کا حرام اور حرام ہی میں پرورش کیا گیا ہو تو پھر کیونکر اس کی دعا قبول کی جائے؟(مسلم)

آداب واخلاق

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰىكُمْ۔

ترجمہ:۔لوگو! ہم نے تم کوایک مرداورایک عورت سے پیدا کیااورتمہارے کنبےاور قبیلے مقرر کردیئے تا کہ آپس میں پہچانواور حفظ مراتب کالحاظ رکھو,بے شک تم میں اللہ کے نزدیک وہ اکرم ہے جو پرہیزگار ہے۔(الحجرات ۴۹۔۱۳)

والدین:۔تمہارے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے کوئی تمہارے سامنے بڑھاپے کوپہنچ جائے توان کے آگے اف تک نہ کرو نہ کوئی گستاخی کرونہایت ادب سے بات کرواور عجز و نیاز کے ساتھ پیش آؤاوران کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار! جیسا انہوں نے مجھے میرے بچپنے میں شفقت ومہربانی سے پرورش کیا تو بھی ان کے حال پررحم فرما۔(بنی اسرائیل)

لوگو! اللہ کی عبادت کرتے رہواوراس کے ساتھ کسی چیز کوشریک نہ ٹھہراؤاور

ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، ہمسایوں اور اجنبی پڑوسیوں اور ہم نشینوں، مسافروں اور جو تمہارے قبضہ میں ہوں ان سب کے ساتھ سلوک اور بھلائی کرو۔ (النساء)

ابی اسید ساعدیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی حضور میں ایک شخص نے عرض کیا جب تک میرے ماں باپ زندہ رہے میں نے ان کے ساتھ سلوک کیا اب بھی کوئی سبیل ایسی ہے کہ میں ان سے سلوک کرتا رہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا، ان کی وصیت پوری کرنا۔ ان کے قرابت داروں سے سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

انسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس جوان نے کسی بوڑھے مسلمان کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت لوگوں سے اس کی تعظیم و تکریم کرائے گا۔ (ترمذی)

سعید بن العاصؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔ (بیہقی)

ابی بکرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تقدیر الٰہی کو کوئی چیز نہیں

بدلتی مگر دعا اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی مگر نیکی اور انسان کو روزی سے محروم نہیں کیا جاتا مگر اس کے گناہ کے سبب جس کا اس نے ارتکاب کیا والدین, رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے بدسلوکی کی۔(ابن ماجہ)

رشتہ دار:۔ انسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرے۔(بخاری و مسلم)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان گھرانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو اور اس کے ساتھ احسان سلوک کیا جائے اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم بچہ ہو اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جائے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک صائم الدہر شب بیدار عابد کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

پڑوسی:۔ انسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ شخص جنت میں نہ

جائے گا جس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے مامون ومحفوظ نہ ہوں۔ (مسلم)

ہر مسلم بستی میں مخلص مسلمانوں کی زیر سرپرستی ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو یتیم بچوں، بیوہ عورتوں اور معذور واپاہج کی معاش کا بندوبست صاحب استطاعت لوگوں کی امدادی رقوم سے کرے۔ خیرات کے جائز مستحق پڑوسی ہیں۔ فطرہ، قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ کی امدادی رقوم کے صحیح حقدار اپنے خاندان، اپنے محلّہ اور اپنی بستی کے نادار مساکین ہیں۔

جو لوگ اپنی خیراتی رقوم جائز مستحقین کی حق تلفی کر کے دوسرے مقامات کے یتیم خانوں مدرسوں اور مسجدوں کے نام سے چندہ وصول کرنے والے غاصبوں کو دیتے ہیں بجائے ثواب کے مواخذہ آخرت کا خطرہ اپنے سر لیتے ہیں۔

مسلم برادری: ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔ پس کوئی مسلمان نہ تو کسی مسلمان بھائی پر ظلم و زیادتی کرے اور نہ اس کو ہلاکت وخرابی میں ڈالے، جو شخص کسی مصیبت زدہ حاجت مند مسلمان بھائی کی ہر ممکن مدد کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ (بخاری ومسلم)

اہل سنت والجماعت ہر مسلمان کو خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اپنا دینی بھائی سمجھتے ہیں, اور اس کی ہر ممکن مدد کرنا اپنے اوپر لازم جانتے ہیں, اور اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کہتے یا کافر سمجھے تو اسے منافقت قرار دیتے ہیں کیونکہ مسلمان واحدنیت باری تعالیٰ کے قائل حضرت نبی کریم ﷺ کو خاتم النبین, رحمتہ العلمین مانتے ہیں۔ قرآن مجید کو آسمانی کتاب یقین کر کے اس کے اوامر ونواہی اور اخبار و آثار کو واجب التعمیل سمجھتے ہیں۔ محض چند متنازعہ مسائل اور بعض اختلافی اعمال اور معاملات کی بناء پر کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

ابی ذرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شخص کسی شخص پر نہ تو فسق کی تہمت لگائے نہ کفر کی۔ اس لئے کہ اگر وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑے گا۔ (بخاری)

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے, ممکن ہے وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو, ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت

گمان کرنے سے احتراز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے, کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ (حجرات)

"جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر کسی خطا کے ناحق کا الزام لگا کر ایذا دیتے ہیں وہ بہتان تراشی اور جھوٹ کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔ (الاحزاب)

ابو ہریرہؓ سے روایت فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ خواہ نماز روزہ کا پابند ہو اور خود کو مسلمان سمجھتا ہو۔

ا۔ جب بات کہتے تو جھوٹ بولے۔

۲۔ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

۳۔ جب امانت رکھیں جائے تو خیانت کرے۔ (بخاری و مسلم)

ابو ہریرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے اپنے کسی دینی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو یا آبروریزی کی ہو یا کچھ چھین لیا ہو تو لازم ہے کہ آج ہی اس سے قبل اس کے معاف کرائے کہ جب دینار درہم کچھ بھی پاس نہ ہوگے اگر نیت عمل کچھ ہونگے تو بقدر ظلم چھین لئے جائیں گے اور کچھ بھی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے

گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

معیشت ومعاشرت

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ۔ (الاعراف)

ترجمہ: ہم نے تم کو زمین میں بسایا اوراس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کئے۔

ہم نے ان کی معیشت کو دنیاوی زندگی میں تقسیم کردیا او ایک دوسرے پر درجے بلند کردیئے تاکہ ایک دوسرے سے کام لے۔(الاعراف ۷۔۱۰)

کاروباری لحاظ سے معیشت کی تقسیم میں اجیر,مزدور, ملازم,گاریگر,صناع, کاشتکار,تاجر,دلال اورکارخانہ دارسب ایک دوسرے اس طرح مربوط اور باوستہ ہیں کہ اگر باہی تعلق منقطع کردیا جائے تو شیرازہ معیشت بکھر جائے۔

وقتی حالات,مقامی ماحول,اورملکی رسم ورواج,ہرزمانہ میں بدلتے رہتے ہیں اوربعض ایسی چیزیں معاشرہ میں داخل ہوجاتی ہیں جن کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اکثر فتنہ پرور جاہل ملا ایسی چیزوں کو مذہب کی آڑ لے کر بحث ونزع کا اکھاڑا بنالیتے ہیں اور جائز وناجائز کے مسائل پیدا کر کےعوام کو مذہب سے متنفراور گمراہ کرتے ہیں جس کی بےشمارمثالوں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

موجودہ زمانہ میں معاشرہ کا معیار اس قدر بلند ہو چکا ہے کہ اگر سابقہ زمانوں سے موازنہ کیا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ روزمرہ کی غیر تشریعی معمولی باتوں کو مذہبی رنگ میں پیش کر کے نفاق و اختلاف پھیلانا کوئی تبلیغی خدمت نہیں بلکہ سادہ لوح مسلمانوں کو ذلت و پستی کی دعوت دے کر اسلامی معاشرہ کی ہمہ گیر وسعتوں کو محدود کرنا ہے۔

دنیا ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اور تمدنی ترقی کی راہیں کشادہ ہو رہی ہیں اگر عوام ان دنی الطبع نفاق پرور جاہل ملاؤں کی پست ذہنیت سے متاثر ہوتے رہے تو سعادت و فلاح کی راہیں مسدود ہو جائیں گی۔

معیشت و معاشرت سے متعلق وہ بنیادی امور جن سے اخلاق و معاملات وابستہ ہیں مذہب میں ان کی واضح تعلیمات و احکام ہیں۔

معاش: ۔ رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا پیشہ بہتر ہے؟ فرمایا بہترین کسب وہ ہے جو بددیانتی اور مکر و فریب سے پاک ہو۔ (مسند احمد)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں پاک اور حلال کمائی بھی فرض ہے۔ (بیہقی).

جہاں مسلمان کو "اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (الجمعہ ۶۲۔۱۰) کی ہدایت سے ذکر الٰہی سے اطمینان قلب حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں و ابتغوا من فضل اللہ (الجمعہ ۶۲۔۱۰) کے حکم سے کسب معاش کی ہدایت فرمائی گئی ہے جو لوگ مفت خود ملاؤں اور پیروں کی طرح خیرات وصدقات پر زندگی گزارتے ہیں اور کسب معاش سے عاری ہیں وہ سعادت وفلاح اور سکون خاطر سے محروم رہتے ہیں۔ کسب معیشت مسلمانوں کے فرائض میں شامل ہے جو لوگ اس فریضہ سے روگردانی اور پہلو تہی کرتے ہیں۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ (الحج ۲۲۔۱۱) کے زمرہ میں شامل ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ناجائز معاش اور اور حرام روزی میں برکت نہیں ہوتی اور نہ صدقات قبول ہوتے۔ (مسند احمد)

ابی امامہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قابل رشک وہ مومن ہے جو دنیا کے فضول مال وخیال سے سبک ہو، اپنے پروردگار کی عبادت دل جمعی اور خوبی کے ساتھ کرتا ہو۔ اس کی روزی اور معاش بقدر کفایت ہو اور وہ اس پر صابر و قانع ہو۔ (ترمذی اور ابن ماجہ)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدم زاد کے معاشرہ

حیات کے لئے تین چیزیں کافی ہیں۔ رہنے کے لئے گھر، تن پوشی کے لئے صاف ستھرا کپڑا، کھانے کے لئے حلال ماکولات اور پاکیزہ مشروبات۔ (ترمذی)

معاشی کاروبار میں معاملات کی صفائی خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے جو لوگ بدمعاملگی کرتے ہیں وہ حلال اور پاک روزی کو اپنے لئے حرام اور ناپاک کر لیتے ہیں۔

ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ (النساء)

جو لوگ بدمعاملگی سے روزی کمائیں گے تو ہم ان کو آگ میں جھونک دیں گے۔ (النساء)

تباہی ہے بدمعاملہ لوگوں کی کہ جب خود لیں تو ناپ کر پورا لیں اور جب دوسرے کو دیں تو ناپ کم کر دیں کیا ان کو اس بڑے دن کا دھیان نہیں جب لوگ پروردگار عالم کی حضور میں جواب دہی کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ (التطفیف)

تجارت ہو یا زراعت، ملازمت ہو یا مزدوری۔ ہر کام میں راست بازی اور

باہمی رورداری ہی سے خیر و برکت ہوتی ہے۔ اگر مدنیتی سے کوئی کام کیا جائے چاہے

اس میں بظاہر کوئی فائدہ ہوتا ہوتباہی کا موجب ہوتا ہے۔

لوگوں! دنیاوی زندگی کے فائدہ چندروزہ ہیں آخرتم کو ہماری ہی حضورر میں حاضر ہونا ہے تب تم کو بتادیں گے جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے ہو۔(یونس)

ابی امامہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے بدترین وہ شخص ہوگا جس نے اپنی آخرت کو دنیا حاصل کرنے کے لئے خراب کردیا۔(ابن ماجہ)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلو جیسا کہ بھروسہ کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو ررزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے اپنے گھونسلوں میں جاتے ہیں۔(ترمذی۔ابن ماجہ)

نکاح:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ نوجوان مرد جو نفقہ و مہر کی قوت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح بدکرداری سے بچاتا ہے۔(بخاری و مسلم)

اللہ کی نشانیوں میں سے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا

کیں تا کہ تم ان سے تسکین پاؤ اور تمہارے درمیان پیار و مہربانی پیدا کر دی۔ (الروم)

تم میں جو بے شوہر والی عورتیں زوجیت کے قابل ہوں ان کا نکاح کر دو اور تمہارے لے پالک جوان صالح پروردوں کا بھی نکاح کر دو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ روزی میں وسعت عطا فرمانے والا اور علیم ہے۔ (النور)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى (النور ۲۴۔۳۲) کی تفسیر میں ایّم سے جوان عورت مراد لی گئی ہے جس کی کم سے کم عمر گرم ممالک میں سولہ برس اور سرد ممالک میں اٹھارہ برس ہے۔ اس سے قبل خانہ آبادی تلخیوں اور بیماریوں سے بھرپور ہو کر وبال جان ہو جاتی ہے اور معاشرہ پراگندہ ہو جاتا ہے۔

ابو موسیٰؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح درست نہیں۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی۔ دارمی)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نکاح کی بڑی شرط مہر ہے جس سے ازدواج حلال ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے

لئے عورت سے اجازت لینا ضروری ہے خواہ کنواری ہو یا بیوہ۔ کنواری کی اجازت و رضامندی اس کی خاموشی ہے اور بیوہ اپنے اظہار میں آزاد و خودمختار ہے۔ (بخاری و مسلم)

مہر: ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ یا پانچ یا پانچ سو درہم سے زیادہ نہیں رکھا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

(مہر اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق مقرر کرنا چاہیے ۔ مہر ادا کرنا واجب ہے اگر اپنی مقدرت سے زیادہ مہر مقرر کیا جائے اور نیت ادائیگی کی نہ ہو تو یہ دھوکہ ہے اور ایسا نکاح ناجائز ہے)

"غیر مسلم عورتوں سے جب تک وہ مسلمان نہ ہوں نکاح ناجائز ہے۔ اسی طرح غیر مسلم مردوں سے جب تک وہ مسلمان نہ ہوں مسلم عورت کا نکاح ناجائز ہے۔" (البقرہ)

"اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا مہر ادا کیا جائے"۔ (المائدہ)

اسلامی ممالک میں محکمہ قضا سے نکاح کی اجازت حاصل کرنا اور نکاح کا

اندراج دفتر قضا میں کرانا ضروری ہے کیونکہ بغیر اجازت قاضی اور بغیر اندراج دفتر قضا کے نکاح کرنا فاسد ہے ایسی صورت میں ایک عورت کے متعدد دعویدار زوجیت ہوسکتے ہیں۔

جو مسلمان مرد کسی مجبوری سے شریف مسلمان عورت سے نکاح نہ کرسکتا ہو اوراسے نکاح کی سخت حاجت ہوتو وہ کسی لے پالک (لاوارث پروردہ) مسلمان عورت سے اس کے پرورش کنندہ کی اجازت اور خوداس عورت کی رضامندی سے نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ بہ نیت عفت ہو نہ کہ شہوت رانی کے لئے اوراپنے مقدور بھر مہر ادا کرے۔(النساء)

لے پاک:۔ لے پالک سے مراد وہ نادار اور لاوارث ہیں جن کا کوئی سرپرست نہ ہواور کوئی مستطیع شخص ان کو اپنی تحویل میں لے کران کی پرورش کرے۔ یہ پرورش کنندہ ہی انکے وارث اور مالک سمجھے جاتے تھے,ان کی خرید وفروخت مثل جانوروں کے ہوتی تھی۔ان کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ان کو خطاؤں کی شدید ترین سزادی جاتی تھیں ان سے ہر طرح کی خدمت لی جاتی تھی۔

ظہور اسلام کے بعد لے پالکوں کی خرید وفروخت ممنوع ہوئی اور جن

گھرانوں میں لے پالک موجود تھے ان کو ہدایت کی گئی کہ وہ لے پالکوں سے اچھا سلوک کریں اوران کیساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔ لے پالک لونڈیوں کو بغیر نکاح کے زوجیت میں رکھنا بھی ممنوع ہوا جو لے پالک مسلمان ہوگئے ان کو مساوی حقوق دیئے گئے مگر چونکہ خاندنی مراتب میں شریف مسلمان کے برابران کو درجہ حاصل نہ تھا اس لئے ان کی خطاؤں کی سزا بھی نصف رکھی گئی۔ ایام جاہلیت میں جو لے پالک پرورده ہوتے تھے وہ عبد اور امتہ کہلاتے تھے اور جو زرخرید ہوتے تھے وہ مملوک اور مملوکہ کہلاتے تھے۔

ظہوراسلام کے بعد لے پالکوں کی خرید وفرخت ممنوع ہوگئی تو عبد ومملوک اور امتہ وہ مملوکہ کا امتیاز ختم ہوگیا جن مسلمان گھرانوں میں لے پالک موجود تھے مسلمان ہونے پرآزاد کردیئے جاتے تھے اور جو اپنے دین پرقائم رہتے تھے ان کوآزاد کرنا بھی ثواب قرار پایا۔

قدیم الایام سے یہ رواج بھی تھا کہ جنگ میں مغلوب اشخاص غلام بنالئے جاتے تھے۔ظہوراسلام کے بعد اسلامی جہاد میں جو کفار اوران کے قبیلے گرفتار ہو کر قید ہوتے تھے وہ فدیہ ادا کرنے پر رہا کردیئے جاتے تھے اور جو فدیہ ادانہیں کر سکتے تھے

وہ بطور غلام فاتح مجاہدین میں تقسیم کردیئے جاتے تھے۔ ان میں سے جو مسلمان ہو جاتے تھے وہ آزاد کردیئے جاتے تھے, جو اپنے دین پر قائم رہتے تھے ان کی آزادی کے لئے گناہوں کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا بھی شامل ہوا۔ اور اس طرح زرخرید غلامی اور محبوس غلامی اسلام میں ہمیشہ کے لئے ختم کردی گئی۔ لیکن نادار اور لاوارثوں کو بطور کنیز و باندی رکھنے کا معزز خاندانوں میں ابھی تک رواج ہے, ایسے خادموں کو لونڈی غلام کہنے کی ممانعت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اپنے لاوارث پروردوں کو غلام اور کنیز نہ کہو بلکہ آقا کو لازم ہے وہ ان پروردوں کو میرا بچہ میرا بچی (فتای و فتاتی) کہے۔ (ابوداؤد)۔

"جو شخص تم میں سے اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ مسلمان خاندانی عورت سے نکاح کرے تو وہ تمہاری ان پرردہ فتیات (مسلمان باندیوں) سے جو تمہارے زیردست ہیں نکاح کرے۔" (النساء)

چار بیویاں:۔ صاحب استطاعت توانا وتندرست مسلمان کو ایک وقت میں چار بیویاں تک خواہ محصنات[1] میں سے ہوں یا فتیات[2] میں سے ہوں ضرورتاً زوجیت میں

رکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ عدل ومساوات کا برتاؤ کر سکے,اگر عادلانہ ومساویانہ برتاؤ نہ کر سکےتو پھرایک ہی زوجہ پر اکتفا کرے چاہے وہ خاندانی شریف زادی ہو یا غیرخاندانی پروردہ ہو۔

(ا۔محصن کےلغوی معنی ہیں مضبوط جگہ مگرقرآن مجید میں یہ لفظ شادی شدہ,شریف الخاندان اور پارسا کے لئے آیاہے۔)

ا۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (انساء۴۔۲۴) (اورعورتوں میں سے شادی شدہ شوہر والی عورتیں) النساء

۲۔وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ(تم میں جو شریف الخاندان عورت سے نکاح نہ کر سکے)النساء۴۔۲۵

۳۔ اَلَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ(جو پارسا عورتوں پرتہمت لگاتے ہیں)النور۲۴۔۴

۲۔فتیٰ کےلغوی معنی ہیں نوجوان مگرقرآن مجید میں پروردہ اورخادم کے لئے یہ لفظ آیا ہے۔

ا۔مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمْ ۔ (جوتمہارے قبضہ میں تمہارے پروردوں میں سے۔)النساء۴۔۲۵

۲۔ اِذْقَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ ۔ (جوکہا موسیٰ نے اپنے خادم سے)(کہف ۱۸۔۶۰)

۱۔ ایک بیوی کی موجودگی میں مزید دو تین چار تک ان عورتوں سے نکاح جائز ہے جو بیوہ ہوں اور جن کے ساتھ صاحب جائیداد (یتیم بچے) ہوں محض جائیداد کا حساب اور نظم درست رکھنے کے لئے اگر اشد ضرورت ہو تو ان کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں بشرطیکہ سب کے ساتھ مساوی سلوک اور منصفانہ برتاؤ ہو۔

۲۔ ایک بیوی کی موجودگی میں عقد ثانی کے جواز کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلی بیوی پاگل مخبوط الحواس یا دائم المریض او فرائض زوجیت کی ادائیگی کے نا قابل ہو۔ ایسی صورت میں عقد ثانی کے لئے کوئی خاص قید نہیں خواہ باکرہ ہو یا بیوہ۔

۳۔ ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی کی ضرورت کسی شدید اور اہم موقع پر بھی اتفاقاً پیش آ جاتی ہے ایسی مجبوری میں اگر جواز کے بغیر حیلہ اور تاویل کے گنجائش ہو تو عقد ثانی کر سکتے ہیں۔

ایک سے زائد چار بیویوں تک کا جواز صرف اسی حالت میں ہے کہ انصاف کے ساتھ سب سے برابری کا سلوک کرے ایسا نہ ہو کہ ایک کی طرف زیادہ التفات کرے اور دوسری کی حق تلفی ہو۔ جو لوگ محض شوقیہ دو یا تین تا چار بیویاں رکھتے ہیں اور ان کیساتھ منصفانہ برابری ملحوظ نہیں رکھتے ان سے آخرت میں سخت مواخذہ ہوگا۔

اس دنیا میں بھی ایسے ہوس پرست پرسکون زندگی سے محروم رہتے ہیں۔

محتاط اور عاقبت اندیش مسلمان کو ایک ہی زوجہ رکھنی مناسب ہے اگر دائم المریض یا بانجھ یا مجنون ومخبوط الحواس ہوتو اسی حالت میں دوسرا عقد کیا جاسکتا ہے۔ دونوں کے ساتھ وبرابری کا برتاؤ کرو۔

محرمات نکاح:۔ تم پر تمہاری مائیں, بیٹیاں, بہنیں, پھوپیاں ,خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو, رضاعی بہنیں, اور تمہاری ساسیں حرام کردیگئی ہیں, اور جن عورتوں کوتم زوجیت میں لا چکے ہوان کے پہلے شوہروں سے لڑکیاں بھی تم پر حرام ہیں, اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی حرام ہیں, دو بہنوں کوایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی حرام ہے۔ اورشوہر والی عورتیں بھی حرام ہیں, باستثناء ان کی جن کے شوہر تم ہو, تم پر اللہ نے یہ حکم لکھا ہے, مذکورہ محرمات کے علاوہ سب عورتیں حلال ہیں۔(النساء)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ میں عمومیت یعنی سب عورتوں میں ہر وہ عورت جو شوہر والی ہے وہ تمہارے لئے حرام ہے مگر جو خود تمہارے نکاح میں ہیں وہ تم پر حلال ہیں۔ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ میں خصوصیت ہے یعنی تمہاری منکوحہ بیویاں خواہ وہ

محصنٰت میں سے ہوں یا فتیات میں سے ہوں۔

لفاظ مَامَلَکَتْ قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے، کہیں یہ زمانہ جاہلیت کے خرید کردہ غلاموں اور کنیزوں کے لئے آیا ہے، کہیں پروردہ ذکور واناث کے لئے آیا ہے، کہیں لے پالک لڑکیوں کے لئے آیا ہے، کہیں منکوحہ بیویوں کے لئے خوانہ وہ خاندانی ہوں یا لونڈی باندیوں میں سے ہوں۔ مضمون کی مناسبت سے معنی سمجھے جاتے ہیں۔

اسی طرح لفظ **محصنت** کہیں آزاد عورتوں کے لئے آیا ہے، کہیں شوہر والی عورتوں کے لئے آیا ہے، کہیں پارسا عورتوں کے لئے خواہ شوہر والی ہوں یا غیر منکوحہ ہر جگہ ایک ہی معنی اخذا کرنا صحیح نہیں۔

قرآن مجید میں ازواج منکوحہ بیویوں کے لئے آیا ہے خواہ وہ خاندانی ہوں یا پروردہ ہوں۔ سورۂ مومنون اور سورۂ معارج میں ازواج کے ساتھ ماملکت بھی آیا ہے۔ ان دونوں آیتوں میں ازواج سے مراد خاندانی بیویاں اور **مَامَلَکَت** سے مراد کنیز بیویاں ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (مومنون

۲۳۔۵تا۶)(معارج ۰۷۔۲۹ تا ۳۱)

ایمان والے وہ ہیں جو جنسی معاملات میں سوائے اپنے خاندانی بیویوں یا کنیز بیویوں کے محتاط رہتے ہیں۔

نکاح کی تاکید:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے علی تین امور میں تاخیر نہ کرنی چاہیے, نماز ادا کرنے میں جب کہ وقت ہوجائے۔ جنازہ کے دفن کرنے میں جب کہ غسل و کفن سے تیار ہوجائے۔ غیر شوہر والی قابل زوجیت عورت کے نکاح میں جب کہ اس کا کفو موجود ہو۔(ترمذی)

اَیِّــمُ سے غیر منکوحہ بالغ عورت مراد ہے خواہ بیوہ ہو یا کنواری۔ بلوغ کی حد مختلف مما لک میں اختلاف موسم اور تاثیرات آب و ہوا کے سبب یکساں نہیں, گرم مما لک میں عورت جلد بالغ ہوتی ہے اور سرد مما لک میں دیر سے۔ گرم علاقوں میں تیرہ، چودہ برس کی عمر میں بلوغ شروع ہوجاتا ہے اور سرد علاقوں میں پندرہ, سولہ برس میں بلوغ کا آغاز ہوتا ہے۔

طبی نقطۂ نظر سے گرم مما لک میں بلوغ کی تکمیل سولہ برس کی عمر میں ہوتی ہے

اور سرد مما لک میں اٹھارہ برس کی عمر میں بلوغ کامل ہوتا ہے۔

تکمیل بلوغت سے قبل منا کحت مضر صحت ہے۔ اس لئے گرم علاقوں میں سولہ برس سے قبل اور سرد علاقوں میں اٹھارہ برس سے قبل عقد منا کحت نہ ہونا چاہیے۔ پر مسرت اور صحت مند ازواجی زندگی کے لئے اسلامی معاشرہ کی پابندی ضروری ہے کم سنی میں یعنی تکمیل بلوغت سے قبل عائلی زندگی کی اسلام میں اجازت نہیں۔

تجربات و مشاہدات اور طبی تحقیقات سے ثابت ہے کہ زوجیت و منا کحت کے قابل عورت بلوغ کامل کے بعد ہی ہوتی ہے اور بلوغیت پورے چوبیس ماہ یا دو دور شمسی گزرنے پر مکمل ہوتی ہے یعنی جس دن سے بلوغ شروع ہوتا ہے دو برس پورے ہونے پر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور عورت قابل منا کحت و زوجیت ہو جاتی ہے, زمانہ شیر خواری کی ملت اور تکمیل بلوغت کی مدت برابر ہے یعنی دو برس۔

خطبہ و اعلان: ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا جائے وہ ابتر و بے برکت ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا اعلان کیا کرو۔ اور محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا اعلان کرنا

حلال وحرام کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔(ابن ماجہ۔ترمذی۔نسائی)

ولیمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔عقد مناکحت کے بعد ولیمہ کرنا ضروری ہے۔(بخاری و مسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ ولیمہ نا مبارک ہے جس میں خوشحال لوگوں کو مدعو کیا جائے اور فقراء اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جائے۔(النساء)

معاشرت:۔ بیویوں کے ساتھ اچھی طرح سے رہائش رکھو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔(النساء)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم میں وہ مرد بہتر ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔(ترمذی)

نیک بیویاں اپنے شوہر کی فرماں بردار ہوتی ہیں اور ان کے پیچھے ان کے مال اور عزت کی اور اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرتی ہیں۔(النساء)

اگر میاں بیوی میں ناموافقت ہو یا ناچاقی ہو جائے تو ایک مرد شوہر کی طرف سے اور ایک مرد بیوی کی طرف سے حکم ہوں اگر ان کی نیت مصالحت کی ہو گی تو اللہ ان میں صلح و موافقت کر دے گا۔ (النساء)

طلاق

(۱) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حلال چیزوں میں سب سے بُری چیز طلاق ہے۔

(۲) ثوبانؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت بے وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت حرام ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

(۳) محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکھٹی تین طلاقیں دیں جب رسول اللہ ﷺ نے سنا غضبناک ہو کر فرمایا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان ابھی موجود ہوں۔

(۴) عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے پھر کسی سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کر کے طلاق دے دے تا کہ میرے لئے اس سے نکاح کرنا جائز اور حلال ہو جائے اور دوسرا شخص ایسا ہی کرے یعنی نکاح کر کے طلاق دے دے تو ایسے دونوں شخصوں پر رسول اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ (دارمی۔ ابن ماجہ)

مسئلہ:۔ جو کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو پھر اس عورت سے نکاح

درست نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اگر دوسرا شوہر اس کو چھوڑ دے تو پہلے شوہر کو نکاح کر لینا درست ہوگا۔لیکن اس نیت سے نکاح کرنا کہ پہلے شوہر کو وہ عورت حلال ہو جائے تو ایسا نکاح فاسد اور حرام ہے۔

تشریح:۔ طلاق کی دو قسمیں ہیں۔ایک رجعی دوسری بائن۔رجعی طلاق یہ ہے کہ ایک بار طلاق دی پھر عدت یعنی طہر پورے ہونے سے قبل رجوع کر لیا,اگر تین طہر گزر جائیں اور رجوع نہ کیا جائے تو پھر یہ طلاق بائن ہو جائے گی۔یعنی پھر رجوع نہیں ہوسکتا۔رجعی طلاق دوبارہ ہوسکتی ہے یعنی ایک بار طلاق دی پھر عدت کے دن پورے ہونے سے قبل رجوع کر لیا۔دوسری بار طلاق دی اور عدت کے ایام پورے ہونے قبل رجوع کر لیا,اب پھر تیسری بار طلاق دیدی تو رجوع جائز نہیں کیونکہ طلاق بائن ہوگئی۔تاوقتیکہ کوئی دوسرا شخص نکاح کر کے طلاق نہ دے یا وہ عورت بیوہ ہو جائے تو بعد عدت پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے۔

محمد بن مسلم انصاریؓ کی بیٹی سے رافع بن خدیج کا نکاح ہوا تھا جب رافعؓ کی بیوی یعنی محمد بن مسلم انصاریؓ کی بیٹی پر بڑھاپا چھا گیا تو رافعؓ بن خدیج نے ایک جوان عورت سے نکاح کر لیا اور نئی بیوی کی طرف زیادہ مائل ہوگئے۔بڑھیا بیوی نے طلاق

مانگی رافعؓ نے ایک طلاق دیدی پھر عدت گزرنے لگی رجعت کرلی۔مگر میلان نئی بیوی کی طرف رہا بڑی بیوی نے پھر چند روز کے بعد طلاق کی خواہش کی تب بھی رافعؓ بن خدیج نے کہا تجھے کیا منظور ہے اب ایک طلاق رہ گئی ہے اگر تو اسی حال سے میرے پاس رہ سکے تو رہ اور جو بالکل ہی قطع تعلق چاہتی ہے تو پھر تیسری طلاق بھی دے دوں گا بیوی نے آخر انجام پر نظر ڈالتے ہوئے کہا مجھے اسی حال میں رہنا منظور ہے۔ رافعؓ نے ان کو رکھ لیا۔اور طلاق نہ دی۔

اگرچہ مرد پر عورتوں کے ساتھ عدل سے برتاؤ کرنا فرض ہے لیکن جب عورت خود اپنا حق ہم بستری چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو مرد پر کچھ گناہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہؓ کی رضامندی سے ان کی باری میں حضرت عائشہؓ کے پاس رہا کرتے تھے۔

نکاح کے بعد اگر عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اور طلاق کی نوبت آجائے تو ایک ہی طلاق سے طلاق بائن قرار پاتی ہے اور اگر بعد نکاح ہم بستری ہو چکی تو پھر تین بار کی طلاقوں سے طلاق بائن ہوتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر

حرام ہے تو تین طلاق پڑ جائے گی اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت کے دن یعنی تین طہر گزر جائیں تو طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص ایک ہی جلسہ میں تین طلاق دے تو ایک طلاق ہی ہوگی پھر جب وہ عدت کے دن یعنی طہر گزر جائیں گے اور اس عرصہ میں رجعت نہ کی ہوگی تو طلاق ہو جائے گی۔ ایک جلسہ میں ایک طلاق دے یا تین یا سو یا ہزار طلاق وہ ایک ہی طلاق ہوگی۔ اگر کوئی شخص طلاق بائن ہی دینا چاہے تو ہر طہر میں تین طلاق دیا کرے مگر اس طہر میں ہم بستری نہ کرے جب تین طہر گزریں گے تو تین طلاق پوری ہو جائے گی۔

جب عورت کچھ مال شوہر کو اس شرط پر دے کہ وہ اس کو طلاق دیدے اور خاوند تین طلاق ایک ہی دفعہ اس کو دیدے تو تین طلاق پڑ جائے گی کیونکہ خلع سے طلاق بائن ہو جاتی ہے پھر رجوع نہیں ہو سکتا۔

جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا اگر خلوت صحیحہ کے بعد کوئی شخص طلاق دے تو پورا مہر ادا کرنا ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد نکاح قبل صحبت اپنی منکوحہ کو طلاق دے اور مہر مقرر ہو چکا ہو تو نصف مہر واجب الادا ہوگا۔ اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو مہر مثل واجب ہوگا۔ مہر مثل اسے کہتے ہیں جو

اس مرد اور عورت کے خاندان میں مقرر کیا جاتا ہو۔ مہر کے حقدار منکوحہ یا منکوحہ کے جائز ورثاء ہیں۔ کوئی عورت طلاق کے بعد ایام عدت یعنی تین طہر گزرنے سے قبل کسی سے نکاح ثانی نہیں کر سکتی طلاق اور خلع کی عدت ایک ہی یعنی طہر۔

خلع :۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیسؓ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ثابت بن قیس پر مجھ کو غصہ نہیں ہے اور نہ اس کی خلق اور دین میں کوئی عیب ہے مگر مجھ کو اس سے محبت نہیں ہے۔ فرمایا کیا تو اس کا وہ باغ جو اس نے مہر میں دیا ہے واپس کر دے گی؟ اس نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابتؓ کو بلا کر فرمایا، تیری اس بیوی حبیبہ بن سہیل نے جو کچھ اللہ کو منظور تھا۔ مجھ سے کہا تو اپنا باغ لے لے اور اس سے قطع تعلق کر لے انہوں نے اپنا مال لے لیا اور حبیبہ اپنے میکہ میں بیٹھ رہیں۔ (موطا۔ بخاری)

یہ پہلا خلع تھا اسی کو خلع کہتے ہیں کہ خاوند عورت سے کچھ مال لے کر اس کو چھوڑ دے۔ اگر عورت جتنا خاوند نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ خاوند کو دے کر اپنی پیچھا چھڑائے تو اس میں کچھ قباحت یا کراہت نہیں۔

جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو پھر اپنے خاوند سے مل نہیں سکتی کیونکہ

خلع سے طلاق بائن ہے جس کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شوہروں کی نافرمانی کرنے والی اور بے وجہ خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں (نسائی)۔

مسئلہ:۔ جوان العمر عورت کا شوہر نامرد ہو یا کسی خبیث بیماری میں مبتلا ہو جیسے جذام، جنون، آتشک، سوزاک بواسیر، گندہ ذہنی، اور عورت برداشت نہ کر سکتی ہو یا جنسی خواہشات وجذبات پر قابو نہ پا سکتی ہو یا شوہر ضروریات زندگی پوری نہ کرتا ہو اور ظلم بے جا کا خوگر ہو تو خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اس کا یہ مطالبہ جائز ہوگا۔

اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ عورت کو ترکہ نہ پہنچے اپنی بیماری کی حالت میں طلاق دے کر مر جائے تو جب تک وہ عورت عقد ثانی نہ کرے ترکہ کی وارث ہوتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دی تھی ان کی وفات کے بعد ان کی مطلقہ بیوی کو حضرت عثمانؓ نے ترکہ میں سے حصہ دلایا۔

اگر بیماری کی حالت میں ایسی عورت کو طلاق دے کر مر جائے جس سے صحبت نہ کی ہو تو اس کو آدھا مہر اور ترکہ ملے گا اور عدت لازم نہ آئے گی اور اگر مریض جماع

کے بعد طلاق دے کر مرے تو مطلقہ کو پورا پورا مہر ملے اور عدت لازم ہو گی۔

مرد کو لازم ہے کہ طلاق کے ساتھ عورت کو بطور سلوک کچھ دے اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق حیض کی حالت میں طلاق دینا ممنوع ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی, رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک حیض سے پاک نہ ہو طلاق جائز نہیں جب طہر شروع ہو تو طلاق دو تاکہ تین طہر پورے ہونے پر طلاق بائن ہو جائے تین قروء کی جو مدت مقرر ہے۔اس سے تین طہر مراد ہیں۔

جب شروع طہر میں طلاق دی جائے تو تیسرا حیض شروع ہونے پر طلاق بائن ہو جائے گی اور تعلق منقطع ہو جائے گا پھر نہ تو مرد عورت کا وارث ہوگا اور نہ عورت مرد کی وارث ہو گی اور نہ رجعت ہو سکے گی۔(مطلقہ کی عدت تین ماہ بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہے) مطلقہ اگر حاملہ ہو یا ایام عدت شوہر کے گھر میں گزارے تو اس کا نفقہ خاوند پر ہے حاملہ کا نفقہ وضع حمل تک غیر حاملہ کا نفقہ تا ختم عدت ہے

طلاق کے بعد عورت مختار ہے چاہے تو عدت کے دن خاوند کے گھر گزارے یا اپنے عزیزوں میں چلے جائے اگر خاوند مطلقہ بیوی پر ظلم و تشدد نہ کرے اور عدت کے

ایام میں مطلقہ کی ضروریات زندگی مہیا کر سکے تو عورت کے لئے اسی گھر میں عدت گزارنا بہتر ہے جس گھر میں طلاق ہوئی ہے۔ بشرطیکہ جان وآبر کا خطرہ نہ ہو۔

بیوہ عورت کو بھی اسی مکان میں عدت گزارنی چاہیے جہاں اس کے شوہر نے وفات پائی ہو مگر کوئی عذر پیش آئے۔ جیسے مکان کا اکیلا ہونا یا کرایہ مکان ادا نہ کر سکنا یا لڑائی جھگڑا ہونا یا کوئی اچانک حادثہ کا پیش آنا تو اس مکان سے اٹھ جانا درست ہے۔

مطلقہ یا بیوہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد عدت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ عدت کی غرض وغائت کا حمل کا ظاہر ہونا ہی ہے۔

ہدایت:۔ (ایام حمل میں مجامعت سے یا شیر خواری کے ایام میں حمل قرار پانے سے جنین پر اثر پڑتا ہے۔)

مسئلہ:۔ حضرت عمرؓ, حضرت عثمانؓ, حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر گم اور لا پتہ ہو جائے تو چار برس انتظار کرے اور پھر چار ماہ دس دن عدت کر کے چاہے تو نکاح کر لے, عقد ثانی کے بعد اگر مفقود الخبر شوہر واپس آجائے تو عورت کا حقدار نہ ہوگا۔ یعنی اسے عوت پر کچھ اختیار نہ ہوگا۔ (موطا)

اگر کوئی متاہل مرد یا عورت اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو جائے یا کلمات کفر و شرک علانیہ ارادتاً زبان پر لائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے بشرطیکہ دونوں میں سے کوئی ایک راہ راست پر ہو اور دوسرا گمراہ۔ بعد توبہ و ادائے کفارہ رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ تبدیلی یا الحاد و بے دینی سے نکاح فسخ ہوتا ہے طلاق نہیں پڑتی۔

اگر کوئی مرد نکاح کے کچھ عرصہ بعد کسی سبب سے از کار رفتہ یعنی نا کارہ و نامرد ہو جائے تو علاج کے لئے ایک برس کی مہلت دی جائے۔ اس عرصہ میں صحت یاب نہ ہو تو عورت کی درخواست پر مسلمان حاکم یا قاضی تفریق کر دینے کا مجاز ہوگا۔

(بیوہ کے لئے ایام عدت میں بناؤ سنگھار کرنا منع ہے)

ایلاء:۔ اگر کوئی مرد قسم کھائے کہ میں اپنی عورت سے ہم بستری نہ کروں گا۔ اس کو ایلاء کہتے ہیں اگر ایلاء کو چار ماہ سے زائد گزر جائیں تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اس طلاق کی عدت یعنی تین طہر پورے ہونے سے قبل رجعت ہو سکتی ہے۔ قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہوگا اگر ایلاء کے چار ماہ اور عدت کے تین ماہ گزر جائیں اور اس عرصہ میں رجوع نہ کیا جائے تو طلاق بائن پڑ جائے گی۔ پھر رجعت نہیں ہو سکتی۔

اگر ایلاً کو چار ماہ کا عرصہ نہ گزرے تو طلاق نہ پڑ گی اس عرصہ میں اگر ہم

بستری کرے تو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔کم از کم تین روزے یا دس یا چھ مسکین کی دعوت طعام یا ایک بکرے کی قربانی کا صدقہ۔

ظہار:۔ اپنی عورت کے کسی عضو کو اپنی ماں یا بہن یا بیٹی کے عضو سے تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں۔ظہار بدترین گناہ ہے۔ظہار واقع ہوتے ہی عورت حرام ہو جاتی ہے جب تک ظہار کا کفارہ ادا نہ کرے طلاق معلق رہے گی۔

ظہار کا کفارہ ہے ایک بردہ آزاد کرنا یا دو ماہ مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اگر ظہار کی بے ہودگی سے صرف عورت کو ضرر پہنچانا مقصود ہو اور کفارہ ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو ایلاء ہو جائے گا۔

لعان:۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لعان کیا اور اپنے لڑکے کو کسی غیر کا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کرا دی اور لڑکے کو ماں کے حوالہ کر دیا۔(موطا)

شرعی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو قاضی یا مسلمان حاکم میاں بیوی کا حلفیہ بیان لے کر تفریق کرا دے۔جب

کوئی مرد اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو اس کو چار گواہ عینی پیش کرنا ہوگا اگر گواہ نہ لا سکے تو حاکم آخری فیصلہ کے لئے دونوں سے حلفیہ بیان لے گا۔ دونوں میں سے ہر ایک کو چار چار بار اللہ کی قسم کھا کر پانچویں بار یہ کہنا ہوگا کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہو اس کے بعد حاکم یا قاضی باہم تفریق کرا دے گا۔ پھر میاں بیوی آپس میں کبھی بھی نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ لعان کے فیصلہ ے بعد تفریق مدت العمر کے لئے ہوتی ہے۔ اگر بعد لعان کے مرد خود کو جھٹلائے تو اس پر حد قذف پڑے گی اور جنین یا مولود کا نسب اس سے ملا دیا جائے گا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت زنا کا بچہ جنے اور اس کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دے وہ جنت میں داخل نہ ہوگی اور جو مرد انکار کرے اپنے بچے کا یہ جانتے ہوئے اور یقین رکھتے ہوئے کہ جو بچہ درحقیقت اسی کا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اگلے اور پچھلے لوگوں میں رسوا کرے گا اور قیامت کے دن اسے دیدار الٰہی نصیب نہ ہوگا۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی)

ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے, اب تیرا اس عورت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ

تفریق دائمی ہے اور یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھ پر حرام ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا دیا ہوا مہر اور مال۔ فرمایا اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو مہر اور مال ہم بستری کے بدلے میں گیا اور اگر تیرا دعویٰ جھوٹا ہے تو مہر کا واپس لینا تجھ سے بہت بعید ہے۔ (مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچہ جنا ہے جو میرے نطفہ سے نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ ہاں۔ فرمایا ان کے بالوں کا رنگ کیسا ہے؟ عرض کیا سرخ فرمایا سرخ اونٹوں کے بچے خاکستری رنگ کے کیسے پیدا ہو گئے؟ عرض کیا کوئی رنگ ہے جس نے ان کو خاکی رنگ بنا دیا۔ فرمایا شائد اسی رنگ نے تیرے بچے میں کالا رنگ پیدا کر دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

(محض رنگ کا فرق موجب شبہ نہیں ہو سکتا۔)

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

کفران نعمت:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اپنے حقیقی

باپوں (باپ دادا وغیرہ) سے اعراض نہ کرنا یعنی ان کے نسب سے خود کو بیگانہ اور غیر نہ بناؤ۔ اس لئے جس شخص نے اپنے باپ کے نسب سے اعراض کیا اس نے کفران نعمت کیا۔ (بخاری و مسلم)

(کفران نعمت کی سزا جہنم ہے)

سوگ:۔ ام حبیبہؓ، ام عطیہؓ، زینبؓ بنت جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان عورت کسی میت پر تین روز سے زیادہ سوگ نہ کرے مگر شوہر کے مرنے پر چار ماہ دس دن تک ایام عدت میں سوگ کیا جائے۔ ان دونوں میں نہ تو رنگین کپڑے پہنے نہ مہندی و سرمہ لگائے۔

ہدایت:۔ عمرو بن شعیبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا بیٹا جس کو میں نے پالا پرورش کیا میرا پیٹ اس کا برتن رہا، میری چھاتی اس کی مشک رہی میری گود اس کا گھوارہ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تو دوسرا نکاح نہ کرے اس کی پرورش کی زیادہ مستحق ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے حالانکہ اب وہ اس قابل ہوا ہے کہ میری خدمت کرے اور مجھے نفع پہنچائے رسول اللہ ﷺ نے باپ بیٹے کو طلب فرما کر لڑکے سے فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے ان میں سے جن کے پاس تو رہنا پسند کرے اس کا ہاتھ پکڑے۔ لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو لے گئی۔ لڑکے کو اختیار دیا گیا, چاہے ماں کے پاس رہے یا باپ کے پاس رہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت نے عرض کیا کہ میرا شوہر نہایت بخیل آدمی ہے مجھ کو اس قدر نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو۔ اگر میں اس کے مال میں سے بقدر ضرورت اس طرح نکال لوں کہ اس کو خبر نہ ہو تو جائز ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ مالدار ہے اور اہل و اعیال کی جائز ضروریات پوری نہیں کرتا تو بقدر ضرورت تو اس کے مال میں سے لے لیا کر۔ اور اپنے اور اس کی اولاد کے شرعی حق کے برابر خرچ کر لیا کر۔

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اللہ تعالیٰ تم

میں سے کسی کو مال عطا فرمائے تو اس کو چاہیے کہ اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالے یا دو بھائیوں کو علیحدہ علیحدہ کر دے۔

ـــــــــــــــــــــــــــــ

حقوق وفرائض

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ (قرآن مجید)

(البقرۃ ۲۔۱۸۰)

ترجمہ:۔تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے آگے موت آ کھڑی ہوا گر وہ کچھ مال چھوڑے تو والدین اور بیوی بچوں کے لئے واجبی طور پر وصیت کر جائے۔ یہ تقویٰ شعاروں پر ایک حق ہے۔

وصیت:۔ حقوق وفرائض کی ذیل میں وصیت اور وراثت ہیں۔ وصیت وارثت پر مقدم ہے۔ اگر کسی شخص کے متعلقین زیادہ تعداد میں ہوں اور وہ یہ سمجھے کہ اس کی وارثت میں شرعی تقسیم کے بموجب ترکہ کی ضروری احتیاجی حد تک مناسب مقدار نہیں آتی تو ایسی حالت میں والدین اور بیوی بچوں میں سے جو زیادہ احتیاجمند ہوں ان کے لئے اپنی زندگی میں جائز حد تک وصیت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جائز حد سے یہ مراد ہے کہ دوسرے وارثوں کے لئے بھی بشرط گنجائش کچھ حصہ چھوڑا جائے تا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو, وصیت بالمعروف کا یہی مفہوم ہے۔

اگر کوئی مالدار دولت مند مرتے وقت بہ نیت صدقہ مال کی وصیت کرنی چاہے تو مسنون یہ ہے کہ کل مال کی زیادہ سے زیادہ تہائی میں سے صدقہ کی وصیت کرے, اور دو ثلث وارثوں کے لئے چھوڑے۔

وصیت اور وراثت یعنی حقوق اور فرائض میں فرق ہے۔ وصیت یہ ہے کہ اپنی حیات میں مال مملوکہ والدین اور بیوی بچوں کے حق میں ان کی حسب احتیاج تقسیم ہونے کی وصیت کرے۔ وصیت میں حصص کی قید نہیں۔ مالک مال مختار و مجاز ہے اپنی زندگی میں جس حقدار کے لئے جتنا مناسب سمجھے اتنی مقدار کی وصیت کرے۔ زیادہ حقدار والدین ہیں ان کے بعد بیوی بچے حقدار ہیں۔ مالک مال کی موت کے بعد اس کی وصیت کے سوا جو مال ہوگا شرعی حصص کے بموجب ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ وراثت میں حصص مفروض ہیں۔

وراثت ورثاء ترکہ یہ ہیں؛۔ والدین۔ اولاد۔ میاں بیوی۔ بھائی۔ بہن۔

اگر میت کا باپ نہ ہو تو دادا حصہ پائے گا, ماں نہ ہو تو نانی حصہ پائی گی۔ بیٹا نہ ہو تو پوتا پوتی حصہ پائیں گے۔ بیٹی نہ ہو تو نواسہ اور نواسی حصہ پائیں گے۔ اولاد نہ ہو تو بھائی بہن حصہ پائیں گے۔ تقسیم حصص کے بعد اگر کچھ ترکہ بچے گا تو دوسرے رشتہ داروں

میں تقسیم ہوگا۔

جب میراث کی تقسیم ہورہی ہو۔ وہ رشتہ دار جن کا حصہ ترکہ میں مقرر نہیں ہے اور یتیم و مسکین آ موجود ہوں تو ان کو بھی بچے ہوئے ترکہ میں سے کچھ دے دیا جائے اگر کچھ نہ بچے تو نرمی سے انہیں سمجھا دو۔ (النساء)

ذوی الفروض وہ ہیں جن کے حصے مقرر ہیں اور عصبہ وہ ہیں جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ ذوی الفروض کے حصص کے بعد ترکہ میں اگر کچھ بچے تو عصبات میں تقسیم ہوگا چچا, پھوپھی, ماموں, خالا, بھتیجا, بھتیجی, بھانجا, بھانجی عصبات میں داخل ہیں۔

میت کے ترکہ میں سوتیلی ماں اور سوتیلے باپ کا کوئی حصہ نہیں, ماں کے ورثہ میں مادری بھائی بہن شریک ہوں گے, خواہ باپ ایک ہو یا دو۔ باپ کے ورثہ میں پدری بھائی بہن شریک ہوں گے۔ خواہ ماں ایک ہو یا دو۔ والدین اور اولاد کی موجودگی میں بھائی بہن کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہ کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے, اگر اولاد میت میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو کل ترکہ میں ان کا

دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں
میں سے ہر ایک کا ترکہ میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت کے اولاد ہو۔ اگر اولاد نہ ہو اور
صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی مال کا حصہ میت کے بھائی بھی
ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ میت کی وصیت کے بعد یا قرض ادا کرنے کے بعد ترکہ تقسیم
ہوگا۔ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں نفع کے اعتبار سے
کون تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ نے فرض فرمائے ہیں بے شک اللہ سب کچھ
جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو مال تمہاری عورتیں چھوڑ مریں, اگر ان کے اولاد نہ
ہو تو اس میں تمہارا نصف حصہ, اگر اولاد ہو تو ترکہ میں تمہارا حصہ چوتھائی بعد تعمیل
وصیت جو میت نے کی ہو یا ادائے قرض کے بعد جو میت کے ذمہ واجب الادا ہو, اور
جو مال مرد چھوڑ مریں, اگر اولاد نہ ہو تو اس میں عورتوں کا حصہ چوتھا, اگر اولاد ہو تو ان کا
حصہ آٹھواں۔ یہ تقسیم بھی وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی اور اگر ایسے
مرد یا عورت کی میراث ہو جس کے نہ والدین ہوں نہ اولاد ہو مگر اس کے بھائی یا بہن
ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ۔ اگر بھائی بہن زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی
میں مساوی شریک ہوں گے۔ بعد ادائے وصیت و قرض کے بشرطیکہ میت نے کسی

حقدار کا اپنی وصیت سے نقصان نہ کیا ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ نہایت علم والا اور حلم والا ہے۔ (النساء)

والدین کے ہوتے ہوئے اولاد بھی ہو تو والدین کا ششم ششم حصہ۔ اگر اولاد نہ ہو والدین ہی وارث ہوں تو ماں کا ایک ثلث باقی باپ کا۔

اگر اولاد نہ ہو مگر والدین کے ساتھ بھائی بہن وارث ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ اور باپ کا اس سے دوگنا۔ بقیہ سب بھائی بہن کا۔ عورتوں سے مردوں کا دوگنا حصہ۔ اگر میت کے نہ والدین ہوں نہ اولاد نہ ہو صرف بھائی وارث ہوں تو ترکہ علی المساوی تقسیم ہوگا۔

کلالہ دو طرح کے ہیں۔۔ ایک "لا والد و لا ولد" دوسرے محض "لا ولد" جس کلالہ کے نہ والدین ہوں نہ اولاد ہو صرف بھائی بہن ہوں اس کی میراث میں ترکہ مساوی تقسیم ہوگا اور جو کالہ محض لا ولد ہو اس کی میراث کی تقسیم میں والدین کے ہوتے جو اولاد کا ترکہ ہے وہی اولاد کے نہ ہوتے بھائی بہن کا ترکہ ہوگا۔ فرق یہ ہوگا کہ اولاد کے ہوتے والدین کا ششم ششم حصہ ہے اور بھائی بہن کے ہوتے ماں کا ششم اور باپ کا اس سے دوگنا یعنی ثلث۔

کتاب اللہ میں میت کی وارثت کی حقدار حقیقی والدین, حقیقی اولاد حقیقی بھائی بہن ہیں۔ آباء میں باپ داد, امہات میں ماں نانی, ابناء میں بیٹا, پوتا نواسا, بنات میں بیٹی, نواسی پوتی شامل ہیں یہی جائز وارث ہیں۔ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے ترکہ میں حقدار ہیں۔ اولاد نہ ہوتو بھائی بہن بھی حقدار ہیں۔ ان کے سوا کسی کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ اگر ترکہ کی تقسیم کے بعد کچھ بچ رہے تو دوسرے رشتہ داروں میں سے جو زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہوں بقدر احتیاج ان میں مساوی یا کم وبیش بطور خیرات تقسیم ہوگا۔

سوائے حقیقی رشتہ داروں کے کوئی دوسرا رشتہ دار متروکہ میں شرعی حصہ پانے کا مستحق نہیں۔

اگر میت کا کوئی بھی حقیقی رشتہ دار نہ ہو, میراث کا ترکہ عصبات میں حصص مقررہ کے بموجب حاکم یا قاضی یا خاندان کے کسی بزرگ کی رائے سے تقسیم ہوگا۔

لاوارث کے متروکہ میں اس کے لے پالک حقدار ہوں گے اگر پروردہ بھی نہ ہوں تو پھر دینی بھائی حقدار ہیں جو مستحق ہوں یعنی نادار مساکین۔

وما علینا الا البلاغ۔

اپنی طرز کی پہلی کتاب

علم وعرفان

جو شخص تخلیق کائنات، زمین و آسمان، اختلاف لیل ونہار اور مخلوقات کے عظیم الشان تنوع کو عقل وبصیرت کی روشنی میں نہیں دیکھتا اور حقائقِ انسانی پر غور نہیں کرتا۔ اسے معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ معلومات جمع کی گئی ہیں۔ جن کا جاننا شائقین طریقت کے لئے ضروری ہیں۔

جس طرح ہیئت و فلسفہ کے دقیانوسی مسلمات حرف غلط کی طرح مٹ گئے اسی طرح تحقیقاتِ جدیدہ کے نظریات بھی کالعدم ہو جائیں گے۔ ایک صحیح العقیدہ مومن کے لئے اتنی ہی معلومات کفایت کرتی ہے جتنی کہ انبیاء کے توسط سے پہنچی اسی پر غور وفکر کرنے سے روح میں تازگی اور ایمان میں استحکام پیدا ہو کر طمانیت قلبی حاصل ہوسکتی ہے۔

قرآن مجید سے مطالب اخذ کئے گئے ہیں جن کے مطالعہ فکر ونظر کی راہیں کھل جائیں گی،